رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ وقت کی طبیعت اچھی ہے اور اہلبیت خیریت سے ہیں۔ مہمان بدستور آتے جاتے ہیں + بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ قادیان میں سنا جاتا ہے طاعون ہے اسلئے ہم آئیں یا نہیں واضح ہو کہ شاذ و نادر کیس ہوئے ہیں ایسی صورت میں یہاں آنیکی کوئی ممانعت نہیں جس کا جی چاہے بے شک آئے + مگر بشرطیکہ آنیوالے کے گاؤں میں

مہمان رحیم بخش صاحب جموں   مستری محمد الدین صاحب لاہور

فیروز الدین صاحب   امرتسر

محمد حسین صاحب مولوی غلام غوث صاحب سعد اللہ پور گجرات

مہر الدین صاحب مدوت نگے   تحصیل اجنالہ

تاج دین صاحب چک ضلع گجرات   جلال دین صاحب باسریاں گجرات

جناب عبد المجید خان صاحب انسپکٹر پنشنر اچولی ضلع میرٹھ

ڈاکٹر فضل الدین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ راولپنڈی

اخبار احمدیہ

۱- احباب ان کالموں کو مفید بنانے کیطرف توجہ کریں اپنے اپنے علاقے یا شہر یا گاؤں کی خبریں جنسے احمدی احباب کو دلچسپی ہو سکے یا باہم تعارف بڑھے باقاعدہ بھیجتے رہیں دوستوں نے توجہ نہ کی تو یہ کالم بند کر دینا پڑے گا +

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام - حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اسکی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں اس لئے عزیز چراغ الدین نے (باوجودیکہ اسکی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل غمگین اور وہ تن تنہا غیر احمدیوں میں گھرا ہوا) اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم کو اسوقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش +

۳- ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ ثانی سے سوال کیا کہ جب سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی سے مماثلت رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ کے بعد پے در پے رسول آئے ایسے ہی حضرت نبی کریم کے بعد پے در پے رسول آتے + فرمایا۔ میرے پاس پندرہ روپے ہوں اور آپکے پاس ایک پونڈ تو کیا ہم نقدی رکھنے میں برابر ہوئے یا نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ بیشک فرمایا سلسلہ محمدی میں ایک ہی اللہ کا جری تمام نبیوں کے حلے میں انکے کمالات اور فضائل لیکر آ گیا۔ اور مماثلت و مشابہت پوری ہو گئی +

۴- نو مبائعین کے عنوان سے جو فہرست چھپتی ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ یہ لوگ غیر احمدی تھے اب خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر احمدی ہوئے اور بیعت خلافت سے یہ مراد ہے کہ احمدی تو پہلے ہی تھے اب سیدنا محمود کو خلیفہ ثانی مانتے ہیں۔ احتیاط بہت کیجاتی ہے ممکن ہے کوئی ایک آدھ نام غلطی سے ایک دوسرے عنوان کے ماتحت درج ہو جائے +

۵- برادرم میاں محمد احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری ... کیفیت انجمن مشتہر دی ہے کہ مسلمان بیعت خلیفہ ثانی ...

میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اسے فکر پیدا ہوئی۔ وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے

۶- منشی فرزند علی صاحب فیروز پور لکھتے ہیں حقیقۃ النبوۃ کا سنایا جانا خدا کے فضل سے ختم ہو چکا ہے (دوسرے مقامات کے احباب غور کریں کہ آیا انھوں نے حضرت خلیفہ ثانی کے ارشاد کی تعمیل کر دی ہے؟) منشی صاحب خصوصیت نکاح کی نصائح سے بہت متاثر ہوئے اور وہ اپنے احباب سمیت اس شخص سے قطع تعلق کو آمادہ ہیں جو اسکے خلاف کرے جزاہ اللہ احسن الجزاء

۷- مکرم محمد عبداللہ (ریچ) حیدر آباد دکن سے بیعت کرتے ہیں ÷

۸- جہیرہ سے برادرم نور الحسن صاحب متعلم علیگڑھ لکھتے ہیں کہ چند روز ہوئے مجھے بانکی پور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے ایک احمدی برادر سے سنا۔ ہمارے حاجی الحرمین۔ امیر الپاالیین (؟) ولایتی خلیفہ صاحب دام اقبالہ نے اس جگہ کو اور صوبہ بہار کے بعض اور شہروں کو اپنے پاک اور مبارک قدم سے شرف و عزت بخشا۔ اور کئی لکچر دیئے۔ لیکن احمدیوں سے پرائیویٹ گفتگو کے وقت اپنی ناکامیابی کا اعتراف کیا۔ اور اپنی زبان معجز بیان سے یوں فرمانے لگے کہ (سیدی) محمود کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اولاً تو مسیح موعود کے لڑکے ہیں + دوئم یہ کہ خاص مرکز یعنی قادیان میں ہیں۔ سوئم یہ کہ احمدیوں کو پہلے ہی سے بیعت کرنیکی عادت تھی۔ اور چند ایسے ہی اسباب پیش کئے۔ بات یہ ہے کہ انسانی عقل جس وقت مادیات پر محو ہو جاتی ہے پھر اس کو دنیاوی اسباب کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا + کاش! اگر ان کو یہ سمجھ آجاتی کہ سیدی محمود کا پشت پناہ وہ خدا ہے جو منصف ہے اور راستبازوں کا ساتھی ہے۔ پھر نہ انکو اپنے طرحدار فقرے کے گھڑنے کی حاجت ہوتی اور نہ اتنی مصیبت اٹھانی پڑتی ÷

تازہ خبریں

روسی پیشقدمی لنڈن ۱۸- اپریل۔ ہنگری کے ملکی حکام نے انگورا کو خالی کر دیا ہے درہ ازوک سے ہنگری کو جانیوالی ریلوے لائن پر یہ پہلا اہم قصبہ ہے ÷

پیرس ۱۵- اپریل۔ پرتھیس۔ اپارجیس۔ ایلی۔ موونٹ ماری میں جرمن جوابی حملے پسپا کئے گئے اور ہم نے بہت سی رائفلوں اور توپوں کے علاوہ قیدی بھی پکڑے + ارگان کی مقامی خندقی لڑائی میں ہم غالب ہے۔ ادہمارا غلبہ روز افزوں ہے۔ ایلی میں ہم جرمنوں کی بڑی خندق کے بڑے حصہ کے علاوہ چار سو میٹر طویل ایک سو میٹر عریض علاقہ پر قابض ہو گئے +

روسی مجاہدات لنڈن ۱۵- اپریل۔ درہ ازوک کے علاقہ میں لڑائی جاری ہے ولن سیٹ کے جنوب کیطرف کی پہاڑیوں پر دشمن کے متواتر جوابی حملے کئی مگر پسپا کر دیا گیا۔ اور روسیوں نے ایک ہزار قیدی پکڑ لئے۔ بوکوڈنیا اور علاقہ زرتونیک میں دشمن کو جارحانہ پہلو اختیار کرنے میں ہر جگہ ناکامی ہوئی ہے۔ روسیوں نے ۳۰ توپیں اور ۷۰۰ قیدی گرفتار کئے

عراق عرب میں معرکہ لنڈن ۱۴- اپریل سرکاری بیان ہے کہ ۲۳ ہزار ترکوں کردوں اور عربوں نے جن کے ساتھ ۲۸ توپیں تھیں عراق عرب کے مقام شعیبہ کی برطانوی فوج پر بمقام مستگل (۱۲ و ۱۳) اپریل کے دن حملہ کیا۔ برطانوی فوج نے مستگل کو جارحانہ پہلو اختیار کر کے دشمن کو شمال کیطرف بھگا دیا۔ اور اسکے ۱۸ افسر تین سو سپاہی دو توپیں اور کئی جھنڈے پکڑ لئے۔ پیر کے دن برطانوی فوج کا کوئی مقتول نہ ہوا۔ صرف چار برطانوی افسر ۲۳ سپاہی اور ۴۵ ہندوستانی زخمی ہوئے ÷

روئی کو ممنوع التجارت نہیں قرار دیا گیا۔ کیونکہ ایسا کرنے کے فوجی فوائد چنداں زیادہ نہیں ÷

ولایت کے ۱۱ ہزار یہودی اسوقت برطانوی فوج میں شامل ہیں لارڈ کچنر نے یہود کی بھرتی کی کمیٹی کی تعریف کی ہے ÷

طاعون سے ہفتہ مختتمہ ۱۰- اپریل میں بہ تفصیل ذیل ۳۱۷۳۵ موتیں ہوئیں بمبئی ۵۶۴ ۔ مدراس ۸ ۔ بنگال ۳۰ ۔ بہار ۱۶۰۰۵ ۔ صوبجات متحدہ ۸۰۸۴ ۔ پنجاب ۱۸۸۷۹ برہما ۱۶ ۔ صوبجات متوسط ۵۸۴ ۔ میسور ۵۸ ۔ حیدر آباد ۱۵۱ وسط ہند ۵۴ ۔ راجپوتانہ ۴۵ ۔ جموں ۱۲۵ ÷

بہادر نگر کے قریب وردان کے ایک کارخانہ روئی میں آتشزدگی سے بارہ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ÷

ترقی آغاز محاربہ سے اب تک ۱۵۴۶ آدمیوں کو سپاہیوں وغیرہ کے زمرہ سے افسری کے درجہ پر ترقی ملی ہے ÷

برطانوی گورنمنٹ نے مزید غلہ گندم خرید نہ کرنیکا فیصلہ کیا ہے اسے یقین ہے کہ باقیماندہ زرعی سال کے لئے معمولی تجارتی طریق سے ملک کی ضروریات پوری ہو سکینگی ÷

دیوانی عملہ کے اقتدار و نگرانی اور انکی اپیلوں وغیرہ کے متعلق چیفکورٹ نے نئے قواعد نافذ کئے

شہر لاہور کی کوتوالی نئی شاندار عمارت میں جو دہلی دروازہ سے باہر ایب گول سڑک لنڈا بازار کے سرے پر تیار ہوئی ہے آگئی ہے۔ دہلی دروازہ کے اوپر کی عمارت انسپکٹر صاحب کی رہائش کے لئے مختص کر دی گئی ہے ÷

تمام ریلوے جات ہند کو ۳۱- مارچ ۱۹۱۵ء کو ختم ہونیوالے سال میں ماقبل کی نسبت ۴۹۰۹۴ ۲۸۷۷ روپیہ کم آمدنی ہوئی ÷

سنگاپور کے فساد کی پاداش میں ۲۳ مارچ کی شام کو صوبیدار ڈنڈے خان جمعدار چسپائی خان، حوالدار رحمت علی سپاہی حاکم علی اور حوالدار عبد الغنی کورٹ مارشل کے حکم سے جیلخانہ کے باہر گولیوں سے ہلاک کئے گئے ÷

شہزادہ برہان الدین برلن کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ قسطنطنیہ کا جرمن سفارتخانہ اعلان کرتا ہے کہ شہزادہ برہان الدین کے گلا گھونٹ کر مارے جانیکی جو خبر مشہور ہوئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ہے ÷

ہندش ڈگری جبلپور میں ایک مدعا علیہ پر حال میں آٹھ لاکھ ۴۶ ہزار کی ڈگری ہوئی ہے اصل قرضہ ۱۲ ہزار تھا جو سود در سود کے ساٹھ سال میں اس رقم تک پہنچ گیا دو گاؤں رہن تھے بیع بات ہو گئی ÷

گورداسپور کی خبر ہے کہ موضع ٹھیکری والہ میں خانہ تلاشی کرنے پر ۳ پستول - ۱۵۰ کارتوس برآمد ہوئے اسکے متعلق کئی آدمی گرفتار کئے گئے ہیں پولیس کے کئی افسر برائے تحقیقات موجود ہیں ÷

انگلستان کے جنوبی شرقی شمالی ساحل پر ہوائی تاخت

لنڈن ۱۵- اپریل نصف شب زپلین ہوائی جہازوں نے آج رات ساحل نارتھمبرلینڈ پر تاخت کی نارتھمبرلینڈ انگلستان کے منتہائے شمال میں واقع ہے۔ اسی طرح زپلین جہازوں نے مالڈن واقع

نوابی نواب ذوالفقار علی خان معلوم ہوا ہے کہ نواب ذوالفقار علی خان سی ایس آئی۔ سردار دلجیت سنگھ کی بجائے پنجاب لیجسلیٹو کونسل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰- اپریل ۱۹۱۵ء

سلطان حسین کامل پر قاتلانہ حملہ مصر و ہندوستان کی یکساں حالت مسلمانوں کیلئے بہت احتیاط کرنیکی ضرورت

ماہ رواں کی دس تاریخکو قاہرہ سے مفصلہ ذیل برقی پیغام دنیا میں شائع ہوا۔ اور مصروف دنیا کی آنکھ کو دردانیال۔ فرانس پولینڈ۔ گلیشیا اور سویز کے مناظر سے ہٹا کر تھوڑی دیر کیلئے جشن کی زمین کے دارالسلطنت کی طرف متوجہ کر دیا اور سنایا کہ اور سلطان مصر پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ مگر آپ بال بال بچگئے داروغہ رسومات نے دیکھا کہ ایک شخص نے سڑک پر آکر پولیس والوں کو للکارا۔ ایک سپاہی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا مگر وقت گزر چکا تھا۔ گولی پستول سے نکلی اور گاڑی کی چھت سے لگ کر ایک طرف کو سرک گئی۔ حملہ آور کو فوراً مغلوب کر لیا گیا۔ یہ شخص ایک مشہور بدمعاش ہے اُسکا لہجہ گستاخانہ ہے وہ کسی سازش میں شرکت رکھنے سے منکر ہے"

ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ مصر کی محافظ طاقت یعنے برطانیہ نے خدیو حلمی پاشا سابق والئے مصر کو برطانیہ کے دشمنوں کا ساتھ دینے کے باعث اپنے عہدہ سے برطرف کر کے اسکی جگہ اسکے چچا حسین کامل کو سلطان کا خطاب دیکر فرمانروائے مصر مقرر کیا ہے۔ سلطان موصوف ایک تجربہ کار وطن دوست اہل علم اور ہر دلعزیز فرمانروا ہیں۔ مصر کی عزت مصر کی بہتری مصر کی حفاظت اور مصر کی خوشحالی اس نازک وقت میں اگر کسی چیز پر منحصر ہو سکتی تھی۔ تو وہ محض اسپر تھی کہ محافظ سلطنت کا ہاتھ بٹانے کے لئے کوئی نہایت فہیم اور دور اندیش شہزادہ والئے مصر ہو اور خوش قسمتی سے وہ حسین کامل کے وجود میں میسر آگیا۔ منصب خدیویہ بلکہ اختیارات حاصل کرنیکے ساتھ ہی سلطان کے گراں پایہ لقب سے موسوم ہوا ہے۔ اب اگرچہ سلطان حسین ملک کے تمام بہی خواہوں اور دوراندیش اعتدال پسند وطن پرستوں کی نظر میں محبوب اور ملک کی آزادی کا محافظ اور نازک وقت میں مصر اور مصریوں کی دستگیری کرنیوالا خیال کیا جاتا ہے چنانچہ وزراء کا اپنے مناصب پر بدستور قائم رہنا نیز اہل ملک کا اظہار مسرت و شادمانی کرنا۔ فوجی افسروں کا حلف اطاعت اٹھانا سب اس امر پر دال ہیں کہ ملک نے اس تقرر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے لیکن آدم کے فرزندوں میں سے کون ہے ؟ جو سب کو خوش رکھ سکے ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں کہ لارڈ ہارڈنگ جیسا نیکدل اور ہندوستان کا حقیقی بہی خواہ ایک غلطی خوردہ سیاسی جماعت کی نظر میں اس قابل سمجھا جاتا ہے۔ کہ اسکی قیمتی جان لیجائے۔ پھر ہم کس طرح باور کر سکیں کہ سیاست کا مکروہ بھوت جو قطب صاحب کی لاٹ میں چھپا رہتا ہے وہ مینار ہائے مصر وطی کی چھت میں اپنا آشیاں نہ رکھتا ہو۔ پس سلطان موصوف پر جس شخص نے حملہ کیا ہے وہ ضرور کسی ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے جو گو اپنے تئیں ملک کی خیر خواہ بتلائے مگر حقیقتاً دشمن اور نقصان رساں ہے۔ اور واقعات بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کا کام محض شورش بپا کرنا اور حاملان حکومت کی جان لینا ہوتا ہے ملک کی خیر خواہی اور بہتری سے انکو کوئی غرض نہیں۔ اگر آج حسین کامل اسلئے قابل نفرت اور کشتنی ہے کہ اُسنے انگریزوں کی حمایت میں مصر کو بلجیم اور پولینڈ کی سی تباہی و فتنہ ؟ سے بچالیا۔ یا دوست نما دشمنان مصر کے نکتہ خیال سے غدار ؟ ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے بازار میں جب سابق خدیو عباس حلمی پر ایک مصری نوجوان نے قاتلانہ حملہ کیا تھا تو اسوقت عباس ثانی نے کیسی غداری کی تھی۔

غرضکہ مصر میں بھی وہی جراثیم شورش موجود ہیں۔ جنکو مسیحی ممالک کی بیجا آزادی نے پیدا کیا اور ہندوستان کی وفادار زمین میں اول اول جنگال کے اندر اُنکا نشوونما ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں بم باز گروہ پیدا ہو گیا ہے تو مصر میں الہمب نام اخبار نکالنے والے موجود ہیں۔ اگر ہندوستان میں انتہا پسند جماعت اور انتہا پسند لیڈر ہیں تو مصر میں بھی بریشخ شاویش اور انکی جماعت موجود ہے پھر اگر ہندوستان کے طلباء نے اپنے اساتذہ اور منتظمین کو تنگ کرنیکے لئے حربہ مقاطعہ کا استعمال جائز رکھا ہے تو مصر میں بھی اسی ناجائز اور مضرت رساں آلہ کا استعمال کیا جا رہا ہے چنانچہ ذیل میں ہم دو تازہ ترین واقعات درج کرتے ہیں۔ جو اپنی تشریح آپ ہیں۔

لاہور میڈیکل سکول کی سٹرائیک

لاہور میڈیکل سکول کے فوجی طلباء نے وردی پہنکر اسکول میں آنے سے انکار کیا اور صاحب پرنسپل کے حکم کی خلاف ورزی کر کے اسکول آنا بند کر دیا اور ۳۰ طالبعلموں نے سٹرائیک کر دی انکو واپس آنیکے لئے ایک ہفتہ کی مہلت دیگئی مگر ان میں سے ۹ طلباء واپس نہیں آئے آخر انکا نام اسکول سے خارج کر دیا گیا

قاہرہ قانونی سکول کی طلباء کی سٹرائیک

سلطان مصر نے قریباً تمام گورنمنٹ سکولوں کا ملاحظہ کیا اور سوائے ایک کے باقی تمام سکولوں کے طلباء نے نہایت جوش اور خروش سے آپکا استقبال کیا۔ جس سکول کے طلباء نے ایسا کرنے سے احتراز کیا "قانونی سکول" ہے جسکے قریب ایک تہائی طلباء ہز ہائینس کے آنے پر غیر حاضر تھے اس واقعہ کی کافی طور پر تفتیش کیگئی تو معلوم ہوا کہ یہ شرارت بالارادہ تھی ان طلباء کے سرغنوں نے اپنے ہم جماعتوں کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ انکے ایک ساتھی کا باپ فوت ہو گیا ہے اسلئے وہ ماتم پرسی کے لئے آئیں اس بارے میں جس مقام کا پتہ دیا گیا تھا وہ ایک باورچی کا مکان تھا۔ اور وقت عین وہی مقرر کیا گیا تھا۔ جبکہ سلطان نے سکول پہنچنا تھا۔ غرضکہ ان سرغنوں نے بالارادہ ہز ہائینس کی ہتک کی اور جنہوں نے انکے کہنے پر اسمیں شرکت کی انکا قصور ان سے قدرے کم تھا اب سکول کونسل نے گورنمنٹ کی منظوری کے ساتھ فوراً ایسے ۵۴ طلباء کو سکول سے نکالدیا ہے اور ۳۱ طلباء کو ایک سال پیچھے کر دیا ہے۔

آہ! کوتاہ اندیش اور کم فہم نوجوان محض خام خیالی اور بے معنی شکایت کی بنا پر اور لغو جذبات آزادی کے مطیع ہو کر اپنا خون آپ کر لیتے ہیں بہت ہیں جو دار پر لٹک چکے ہیں بہت ہیں جو عمر تباہ کر کے بدقسمت ماں باپ کو آرام دینے کی بجائے انکے دُکھ کا موجب ہوتے ہیں۔

مصر کے سلطان کا ذکر اور ہند و مصر کی حالت کا مقابلہ کرنیسے ہمیں آج کیا غرض ہے ہمارا اس خامہ فرسائی اور رنجیدہ یادوں کے اعادہ سے کیا مدعا ہے ؟ صرف یہ کہ وہ قوم راہ راست اختیار کرے جسمیں کہ دنیا کی ہدایت کے لئے خدا کا مسیح موعود مبعوث ہوا۔ اپنے نوجوانوں کو سمجھا دے کہ بیجا جوش کا مطیع ہونا اچھے اثر نہ لائیگا اسلام کی فتوحات تلوار سے نہ ہوئیں اور نہ اب ہونگی اسلام شورش کو ناپسند کرتا اور فتنہ انگیزی کو قابل نفرت ٹھیراتا ہے۔ پس جس حکومت کے ماتحت خدا نے تمہیں رکھ دیا ہے اور جس سے تم اظہار وفاداری کرتے ہو اسکی مشکلات نہ بڑھاؤ بلکہ اسکا ہاتھ بٹاؤ۔ دیکھو آج جو العذر" جاندہ فی سبیل اللہ۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیتیں ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

پانچویں خصوصیت

اسلام کی جو خصوصیت اس نمبر میں ناظرین کے سامنے پیش کیجاتی ہے وہ اسلام کی صداقت پر ایک بردست شہادت ہے اور دُنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کی فضیلت کا بہترین ثبوت ہے دُنیا کا کوئی مذہب اس فضیلت میں اسلام سے لگا نہیں کھا سکتا اور یہی ایک بات اسلام کو تمام مذاہب پر فوقیت دینے کے لئے کافی ہے یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے اگر قرآن مجید قانون کے طور پر نازل ہُوا تو آپ اس کا عملی نمونہ تھے اگر قرآن حدیث ہمارے لئے ایک ہدایت نامہ ہیں تو ہمارا رسول ہمارا ہادی ہے جتنے احکام خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کے لئے نازل فرمائے ان سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کرکے دکھایا اور انسانی زندگی کا ہر ایک شعبہ جسکے متعلق قرآن مجید نے اصلاحی قواعد مقرر کئے ان سب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی کرکے ہمارے لئے نیک نمونہ قائم کیا۔ اگر قرآن میں عفو کی تعلیم ہے اور بندوں کو درگذر اور چشم پوشی کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش اور غصہ کے موقعوں پر عفو کرکے ہمیں اپنی اقتداء پر آمادہ کیا اگر قرآن نے جائز موقعوں پر قوت غضب کے استعمال کا حکم دیا ہے اور غیرت دینی کو قائم کرنے کی تعلیم دی تو محمد رسول اللہ صلعم نے نہایت احسن طور پر غیرت دینی کا نمونہ دکھایا۔ کسی شخص نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان فرمادیں انھوں نے جواب دیا کہ خلقہ القرآن یعنی آپ کے اخلاق کا بیان تو مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ پس یہ سمجھ لو کہ آپ قرآن کی تعلیم کا عملی نمونہ تھے اگر قرآن قول ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل خیال کیجئے واقع میں آپکی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے اور دُنیا کا ہر شخص زندگی کے ہر شعبہ اور ہر شاخ میں آپکی اقتداء کرسکتا ہے ایک لڑکا یتیم ہوجاتا ہے والدین کا سایہ اس کے سر سے اُٹھ جاتا ہے اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میں اپنی یتیمی کی حالت کس طرح گذاروں اسے ایک نمونہ کی ضرورت ہے لیکن اُسے کوئی دقت پیش نہیں آتی کیونکہ اس کے لئے ہمارا رسول یتیمی کی حالت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے وہ اپنی یتیمی میں آپکی اقتداء کرکے یتیمی کے مکروہات سے بچ سکتا ہے پھر ایک شخص جسکے والدین موجود ہیں بزرگوں کا سایہ اس کے سر پر ہے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میں اپنے بزرگوں کے ماتحت کس طریق پر زندگی بسر کروں اور کہاں تک انکی اطاعت کروں اور کس سلوک سے ان سے پیش آؤں اسے بھی کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں اسکے لئے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں آپ نے اپنے دادا عبدالمطلب اور ان کے بعد اپنے چچا کے ماتحت زندگی بسر کی انکی فرمانبرداری کی انکی اطاعت گذاری اپنا شعار بنایا پھر ایک شخص ہے جو بالغ ہوتا ہے جوانی کی عمر میں قدم دھرتا ہے خداداد قوتوں سے متمتع ہوتا ہے اپنی قوم کیطرف نظر کرتا ہے کہ جہالت میں گرفتار۔ ادبار میں مبتلا اور تنزل سے ہم آغوش اس کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح میری قوم کی اصلاح ہو انکی جہالت دُور ہو تنزل کے بدلے ترقی کا مُنہ دیکھنا نصیب ہو نحوست کے دن کسی طرح کٹ جاویں اب وہ کیا کرے اپنی کارروائی کس طرح شروع کرے قوم کی حالت کس طرح سدھارے ایسے شخص کے لئے بھی آنحضرت ہی اسوہ حسنہ ہیں آپ کا قومی درد اور احساس اس کے لئے نمونہ اور آپکی کوشش اور ہمت آپکی طرز اصلاح اسکے لئے ایک اسوہ پھر ایک شخص اپنی قوم کی اصلاح کرنا چاہتا ہے قومی ادبار کو ترقی کی شکل میں تبدیل کرنا چاہتا ہے مگر اسکی جاہل قوم اسکی مخالفت پر تلی ہوئی ہے قوم کا بچہ بچہ اس کا مخالف ہو رہا ہے تمام لوگ اسکے قتل کے درپے ہیں کوئی شخص اسکی بات سُننے کا روادار نہیں ایسے مشکل وقت میں وہ کیا کرے استقلال اور صبر کہاں تک اختیار کرے خونخوار قوم میں رہکر اپنا مشن کس طرح جاری کرے دشمنوں میں ہوکر حق کو کس طرح ظاہر کرے ان سب باتوں کے لئے اسے صرف آنحضرت صلعم کا نمونہ کافی ہے آپنے بھی جب قومی اصلاح کا کام ہاتھ میں لیا تھا تو قوم مخالف ہوگئی تھی دوست دشمن اور اپنے بیگانہ ہوگئے تھے لیکن تیرہ برس اس خونخوار قوم میں رہ کر استقلال اور صبر سے اپنا کام کرتے رہے کبھی حق کو نہیں چھپایا یا کبھی منافقت سے کام نہیں لیا پھر ایک شخص ہے جسکی اپنی حکومت نہیں بلکہ ایک غیر حکومت کے ماتحت ہے آیا بغاوت اختیار کرے یا بادشاہ وقت کے خلاف ایجیٹیشن پھیلائے یا کس طرح اپنی زندگی اس حکومت کے ماتحت بسر کرے اسکے لئے بھی ہمارا آقا ایک نمونہ ہے آپ اول المسلمین تھے مکہ میں تیرہ برس کفار مکہ کے ماتحت رہے کبھی کسی قانون کو نہیں توڑا۔ اس جمہوری سلطنت [illegible] ضابطہ کے خلاف کارروائی نہیں کی کبھی حاکمان [illegible] کے خلاف کسی سازش میں شریک نہیں ہوئے پھر ایک شخص ایسی حکومت کے ماتحت ہو جو جابر ہو ظالم ہو دین میں جبر کرے دینی احکام کی بجاآوری میں مخل ہو دینی شعار کی حرمت میں خلل انداز ہو تو وہ شخص کیا کرے کیا گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرے اور ملک کے امن کو بدامنی سے بدلدے یا کونسا طریق اختیار کرے لیکن ایسے شخص کے لئے بھی کوئی دقت نہیں ہمارا رسول اسکے لئے نمونہ ہے آپ جمہوری سلطنت کے ماتحت تھے وہ غیر مہذب گروہ تھا آپکے دین میں مخل تھے آپ کی جماعت کو دینی احکام کی بجاآوری سے مانع تھے مسلمانوں کے دین میں دخل انداز ہونا چاہتے تھے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے شروع کئے مردوں کو بے عزت اور عورتوں کو بے حرمت کیا ان کا مال واسباب لوٹ کھسوٹ کر اپنا گھر بھر لیا اور جب انکے مظالم حد سے تجاوز کرگئے تو ہمارا ہادی بغیر کسی شورش برپا کرنے کے بغیر بغاوت کا کوئی وطیرہ اختیار کرنے کے آرام و سکون سے اس ملک سے نکلکر ایک اور با امن علاقہ میں چلاگیا اور اپنی جماعت کو بھی وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ پھر ایک قوم ہے جسپر دوسری قوم ظلماً حملہ آور ہوتی ہے اسکے امن میں خلل ڈالتی ہے جبراً اسکے علاقہ میں گھس آتی ہے اسکے جائز حقوق کو پائمال کرنا چاہتی ہے ایسی قوم کیلئے بھی ہمارا رسول ایک نمونہ ہے آپ جب مدینہ میں تشریف لاتے ہیں اور تھوڑے عرصہ کے لئے آپ اور آپ کی غریب جماعت کو چین نصیب ہوتا ہے اور دشمنوں کی دست بُرد سے امن ملتا ہے لیکن یہ حالت دیر تک نہیں رہتی اور مکہ کا خونخوار دشمن مدینہ میں بھی آرام نہیں لینے دیتا اور تیرہ چودہ کڑی منزلیں طے کرتا ہوا بدر کے مقام پر مسلمانوں کے قلع قمع کرنے کے لئے بڑے فخر و غرور سے ڈیرہ لگاتا ہے ہمارا رسول خدا پر بھروسہ

کرکے اسپر توکل کرکے محض اسی کے رحم وکرم کے سہارے پر اپنی تھوڑی سی جماعت کو دشمن کے مقابل پر لاتا ہے اور یہ چھوٹا گروہ دُعا مانگتا ہُوا استغفار پڑھتا ہُوا خدا سے مدد و نصرت اور ثابت قدمی کی التجا کرتا ہُوا دشمن میں گھس جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسا رحم کرتا ہے کہ خونخوار دشمن بے طرح بھاگتا ہی اور اس کا تکبر ٹوٹ جاتا ہے بڑے بڑے صنادید مارے جاتے ہیں اور قیدار کی ساری حشمت خاک میں ملجاتی ہے۔ پھر ایک قوم ہے جس نے دشمن سے مقابلہ کیا مگر بڑا ابتلاء آیا دشمن کامیاب ہُوا اور اس قوم کے بہت سے مارے گئے بہت سے بھاگ گئے سپہ سالار سخت زخمی ہُوا دشمن نے سخت زک دی اب وہ قوم کیا کرے اس کے لئے بھی ہمارا رسول اور اسکی جماعت نمونہ ہیں۔ اُحد کا مقام یاد کرو بہتر صحابہ مارے جاتے ہیں خود رسول اکرم سخت زخمی ہوتے ہیں صحابہ کے پیر اکھڑ جاتے ہیں بڑا سخت ابتلاء آتا ہے مگر واہ رے ثابت قدمی ہمارے رسول کی اور استقلال ہمارے رسول کے فدائیوں کا تکلیفیں پہنچتی ہیں زخمی ہوتے ہیں دشمن اپنے خیال میں فتح پاتا ہے جانوں اور مالوں کا نقصان ہوتا ہے مگر خدا پر بھروسہ کرنے والی جماعت صبر و استقلال کا ایک زندہ نمونہ ہے اور آیت وسیجزی اللّٰہ الشاکرین جو خاص اُحد کے مصیبت زدوں کی شان میں اُتری انکی حالت کا صحیح فوٹو ہے پھر ایک اور قوم کو دیکھو جو دشمنوں کے مدتوں ظلم سہتی رہی ہے ظالم دشمن نے تنگ کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا غیر مہذب حریف نے ظلم وستم کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا جانیں لیں مال چھینے عورتوں کو بے عزت کیا بچوں تک پر بے رحمی کی ہر ناجائز سے ناجائز کارروائی انکے خلاف کی بیس برس تک ناحق ستاتے رہے لیکن بیس برس کے بعد خدا نے اس قوم کو دشمنوں پر غالب کیا اور انھوں نے اپنے دشمن کو شکست دی اور دشمن کے تمام علاقہ کو فتح کرلیا اور اپنے سپہ سالار سمیت دشمن کے دارالخلافہ میں جا گھسے اب دشمن بالکل انکے قابو میں ہے اور حریف کی تمام جمیعت ان کے بس ہیں۔ برسوں سے ظلم کرنیوالا دشمن سامنے ہے مدتوں کے ستم یاد آ آکر انتقام کے لئے طبیعت کو اُبھار رہے ہیں رحیم سے رحیم شخص بھی جائز سمجھتا ہے کہ اس دشمن کو ہلاک کردیا جائے اور نہ بے رقیق دل انسان ایسے ظالم دشمن کی ہلاکت پر خوش ہے مگر دوسری طرف اخلاق تقاضا کرتے ہیں کہ معاف کردیا جائے اور ہمدردی اور بنی نوع انسان کی محبت متقاضی ہے کہ چونکہ دشمن بالکل قابو میں ہے اب وہ شرارت یا ظلم نہیں کرسکتا اسکے گذشتہ قصوروں سے درگذر کیجائے فاتح قوم متذبذب ہے کبھی انتقام کا خیال آتا ہے اور کبھی درگذر کا۔ اب وہ کیا کرے اور دونوں میں سے کس کو اختیار کرے ایسی قوم کے لئے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود با جود ایک اسوہ ہے آپ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکہ میں داخل ہوتے ہیں ظالم اور جفاکار دشمن قابو میں ہے ایک اشارہ سے پرانا دشمن ہلاک ہو سکتا ہے صحابہ کی طبیعتیں پرانے ظلموں کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہیں انکی میانوں سے تلواریں نکل نکل پڑتی ہیں بہادر لشکر سپہ سالار کے اشارہ کا منتظر ہے کہ کب اشارہ ہو اور مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیجائے اور واقع میں کفار مکہ اسی کے مستحق ہیں دُنیا کا کوئی نرم سے نرم قانون ان کا حامی نہیں۔ دشمن بھی سر جھکائے فیصلہ کا بڑی بے تابی سے منتظر ہے اور لرزتے کانپتے اپنے ظلموں کو یاد کرتے ہوئے آپ کی زبان کی حرکت کیطرف کان لگائے ہوئے ہے مگر وہ دُنیا کا منجی اور بنی نوع کا حقیقی شفیق اپنے جذبات کو قابو کئے ہوئے لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر سب کی جان بخشی کرتا ہے۔ اللہ۔ اللہ یہ ہیں اخلاق ہمارے ہادی کے اور یہ ہے عفو ہمارے آقا کا۔ پھر ایک اور شخص کو لیجئے وہ تجردانہ حالت سے نکلتا ہے اور ایک عورت سے شادی کرتا ہے ایک ناتجربہ کار ایک اجنبی عورت اسکے گھر داخل ہوتی ہے ہمیشہ کا اس سے ساتھ ہے نہ یہ اس کا مذاق جانتا ہے نہ وہ اسکی طبیعت سے واقف ہے اب یہ حیران ہے کہ اس سے کس طرح سلوک کرے کیا تعلقات دونوں میں قائم ہوں کہاں تک اس کے جذبات کا خیال رکھے اور کیا حقوق اس عورت کے اس کے ذمہ ہیں اور کن حقوق کا یہ اس عورت سے مطالبہ کرے اور کیا برتاؤ اس عورت سے اس کا ہو لیکن اسے حیرانی میں پڑنے کی ضرورت نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے لئے نمونہ ہیں آپنے بھی شادی کی تھی آپ بھی بیاہ کر حضرت خدیجہ کو لائے تاریخ شاہد ہے اور سیرۃ کی کتابیں گواہ ہیں کہ کیسا حسن سلوک آپنے خدیجہ سے برتا اور کیا وفاداری آپ سے ظہور پذیر ہوئی اور کیسی شفقت آپ اپنی بیوی پر کرتے تھے میں اس جگہ صرف دو مثالیں نمونہ کے طور پر حدیث سے تحریر کرتا ہوں +

پہلی بات حدیث میں یہ آئی ہے کہ حضرت خدیجہ کی دفات کے بعد جب کبھی رسول صلعم دعوت کرتے یا قربانی کرتے تو تقسیم گوشت وغیرہ میں حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کا ضرور خیال رکھتے اور یاد کرکے انہیں حصہ بھجواتے۔ دوسری بات جو اس سے بھی عجیب ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کی دفات کے بعد آپ انکی تعریف اپنی دوسری بیویوں کے سامنے کیا کرتے تھے حالانکہ عام طور پر لوگ دوسری بیویوں کے سامنے پہلی بیویوں کی تعریف تو کجا بلکہ بُرائی کرتے ہیں تاکہ موجودہ بیویاں خوش رہیں۔ غرض ایک شادی شدہ شخص کیلئے بھی آپ نمونہ ہیں۔ پھر ایک شخص ہے جو شرعی ضرورتوں کے ماتحت ایک سے زیادہ نکاح کرتا ہے اب اس کے گھر میں متعدد بیویاں ہیں ادھر عورتیں بالطبع نازک ہوتی ہیں ایک حد تک لڑائی جھگڑے کا بھی احتمال ہے دوسری طرف خود مرد کی طبیعت ایک کیطرف مائل ہے دوسری سے وہ محبت نہیں اب اس شخص کی جان ایک مخمصے میں ہے کیا کرے کس سے دل لگاوے اور کس سے کیا سلوک کرے دو تو میں مساوات رکھے یا کیا کرے لیکن ایسے شخص کو بھی کوئی دقت نہیں حضرت رسول کریم اسکے لئے بھی نمونہ ہیں۔ آپ نے بھی تعدد ازدواج پر عمل کیا آپ کے گھر میں بھی متعدد بیویاں تھیں لیکن جو حسن سلوک آپ نے ان سے کیا وہ ہمارے لئے ایک سبق ہے اور جو مساوات آپنے انکے درمیان قائم کی وہ تعدد ازدواج والوں کے لئے ایک عملی تعلیم ہے۔ غرض آپ نے باوجود بہت سی بیویاں کرنیکے کسی بیوی کیطرف ایسا میلان نہیں کیا جو عدل کے خلاف ہو اور نہ بیویوں ہی کو کبھی آپکے عدل کے متعلق کوئی شکایت پیدا ہوئی۔ پھر ایک شخص ہے جسے خدا تعالےٰ اولاد سے متمتع کرتا ہے اور نسل کا سلسلہ اس سے چلتا ہے بچوں کی پرورش اور نگرانی اسکے سپرد ہوتی ہے اور یہ کام ایک بڑا اہم کام ہے وہ اس کام سے کس طرح عہدہ برآ ہو اس کے لئے بھی آنحضرت صلعم کا اسوہ قابل تقلید ہے آپکا بچوں سے شفقت کرنا انکے افعال کی نگرانی کرنا بچپن ہی سے انھیں دینی تعلیم دینا اور آوارگی سے بچانا ایک صاحب اولاد شخص کیلئے اولاد کی تربیت کیلئے ایک سبق ہے بچوں کے افعال کی نگرانی کی ایک عجیب مثال نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ صدقہ کی کچھ کھجوریں دربار نبوی میں آئیں حضرت امام حسن یا امام حسین (مجھے اسوقت تعیین یاد نہیں) جو چار سال کے تھے کھیلتے ہوئے آئے اور ایک کھجور اُٹھا کر منہ

میں ڈال لی - اب دیکھئے یہ معمولی بات تھی - بچہ ایک کھجور مُنہ میں ڈال لیتا ہے مگر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً انکے مُنہ سے وہ کھجور نکلوادی اور انہیں نصیحت کی کہ بیٹا صدقہ کی چیز ہمیں کھانی روا نہیں - اور دینی تعلیم کی مثال میں حضرت امام حسن ہی کے متعلق ایک حدیث سُناتا ہوں حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعائیں یاد کروایا کرتے تھے غرض اولاد کی تعلیم و تربیت اور انکے افعال کی نگرانی کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک کامل اور قابل تقلید نمونہ ہے پھر ایک شخص کی اولاد فوت ہوتی ہے اور قضاء قدر سے اسکی آنکھوں کا نور اس جہان میں نہیں رہتا یا اور رشتہ دار فوت ہو جاتے ہیں یا ماں باپ سے شفیق یا بھائی بہن سے عزیز اس کے سامنے انتقال کر جاتے ہیں اور ایک بڑی مصیبت کا سامنا اسے ہوتا ہے ایسے صدمے کے وقت بہت سے لوگ جزع فزع کرتے ہیں کوئی مُنہ نوچتا ہے کوئی چھاتی پیٹتا ہے کوئی نوحہ کرتا ہے لیکن یہ سب باتیں خلاف فطرت ہیں ایسے شخص کے لئے سوائے رسول مقبول کے اور کوئی شخص نمونہ نہیں - آپکی دو بیویاں آپکے سامنے فوت ہوئیں اور دو جوان بیٹیاں آپکی زندگی میں انتقال کر گئیں اور چار فرزند نرینہ جگر کے ٹکڑوں نے آپکے سامنے جان دی مگر ہمارے ہادی نے کوئی بے صبری نہیں دکھائی کسی جزع فزع سے کام نہیں لیا بلکہ بڑے صبر سے ان صدموں کو برداشت کیا ہاں فطری رحم کی وجہ سے آنسو بہائے اور رقت قلبی سے عملاً بے زاری اختیار کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اپنے عزیزوں کو قبر میں اُتارا - پھر ایک اور شخص کی طرف توجہ کیجئے جو بستر مرگ پر پڑا ہے بیماری نے مایوسی کی حالت اختیار کر لی ہے - دوست آشنا بیوی بچے مال دولت سب کو چھوڑ چلا ہے - دُنیا کی نعمتیں آنکھوں کے سامنے ہیں اور اگلے جہان کے واقعات مد نظر ہیں یقین ہے کہ اب کوچ کا وقت ہے ایسے خوفناک وقت میں بہادر سے بہادر شخص کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور دلیر سے دلیر شخص کا زہرہ آب ہوتا ہے کبھی دوستوں عزیزوں کی جدائی کا خیال ستاتا ہے کبھی بچوں کے یتیم رہ جانے بیوی کے بیوہ ہو جانے کا خیال دل میں برچھیاں مارتا ہے دنیوی نعمتیں ایک ایک کر کے سامنے آتی ہیں اور حسرت دلاتی ہیں غرض نزع سے پہلے نزع سے بڑھ کر تکلیف ہوتی ہے ہاں ایسے شخص کو ہمارے آقا کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے - آپ بھی بستر مرگ پر لیٹے ہیں بیویاں اور لخت جگر فاطمہ ایک طرف جان سے زیادہ عزیز جان نثار دوستوں کا مجمع دوسری طرف آنکھوں کے سامنے ہے ایک سلطنت کے آپ کامل با اختیار بادشاہ ہیں قیصر و کسریٰ کے ملکوں کی فتوحات کی بشارت مل چکی ہے دنیوی نعمتیں سب اعلےٰ سے اعلیٰ رنگ میں سامنے ہیں مگر اس مقدس انسان کو دنیا کی کسی چیز کا بھی خیال نہیں بلکہ بالرفیق الاعلیٰ کہہ کر اپنے حقیقی رفیق کی ملاقات چاہتا ہے اور یہی کہتا ہوا اس سے واصل ہوتا ہے :-

انا للہ وانا الیہ راجعون

غرض دُنیا کا ہر شخص اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی اقتداء کر کے اپنی زندگی کو اعلےٰ سے اعلےٰ رنگ میں بسر کر سکتا ہے + لیکن اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں یہ بات نہیں کہ انکی الہامی کتابوں کے ساتھ انکی تعلیم کا کوئی عملی اور کامل نمونہ بھی ہو - ویدوں کو لو کہتے کو وہ چار وید ہیں اور فرض بھی کر لیا کہ وہ کامل قانون اور مکمل ضابطہ ہیں - مگر سوال تو یہ ہے کہ ویدک تعلیم کا کوئی عملی نمونہ بھی ہے یا نہیں کیا وید کے رشی ہمارے ہادی ہو سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں نہ انکی زندگی کے حالات معلوم نہ انکی کوئی مستند سوانحعمری نہ یہ معلوم کہ انھوں نے شادی کی اور بیوی سے عمدہ سلوک کیا نہ انکی اولاد ہوئی نہ انکی تربیت کی ہم تقلید کر سکتے ہیں نہ وہ ملکوں کے فاتح ہوئے کہ ہم فاتح ہونے کی حیثیت میں انکے اسوہ پر چلیں نہ انکی وفات اور بیماری اور مصیبتوں کا حال معلوم کہ ہم ان سے استقلال اور صبر کا سبق سیکھیں غرض وید کے رشی ہماری زندگی کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شعبہ میں بھی ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتے انکے بعد عیسوی مذہب کو لو - اس کے بانی حضرت مسیح ناصری ہیں لیکن انکی زندگی بھی وید کے رشیوں سے بڑھ کر نہیں نہ انکی زندگی کے حالات تفصیل سے معلوم ہیں نہ انھوں نے شادی کی کہ وہ ایک شادی شدہ عیسائی کیلئے اسوہ بن سکیں اور نہ مجرد رہنے کی وجہ سے انکے اولاد ہوئی کہ ایک صاحب اولاد شخص اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم میں انکے طرز عمل سے سبق حاصل کرے نہ انھیں کسی ظالم دشمن سے مقابلہ پیش آیا کہ ہم انکے استقلال اور صبر اور دشمن کے مقابلہ میں مستعدی اور جہاد کا مشاہدہ کریں + نہ وہ کسی ملک کے حاکم ہوئے کہ انکے عدل اور رعیت پروری سے ایک بادشاہ سبق سیکھے اور نہ ہی مسیح ناصری اپنے خونخوار دشمنوں کے فاتح ہوئے تاکہ امتحان کے وقت آپکے جذبات کے قابو رہنے اور آپکے رحم و کرم کا اندازہ لگایا جا سکتا - غرض مسیح کی زندگی ہماری عملی زندگی کے لئے ہرگز ہرگز اسوہ نہیں بن سکتی - اور اسلام کی یہ بے نظیر خصوصیت ہے کہ اس کی تعلیم کا ایک کامل اور عملی نمونہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس ہے - مگر وید کے ملہم اور عیسویت کا بانی کامل چھوڑ ناقص نمونہ بھی نہیں + والحمد للہ رب العلمین

خواجہ کمال الدین مرزائیت سے تائب

(مندرجہ ذیل سطور اخبار رسالت کلکتہ سے نقل کیجاتی ہیں)

"نہیں معلوم ان لوگوں کی دورنگی کیا نتیجہ پیدا کرنیوالی ہے ایک طرف مسیح کے بیعت لینے والے خلیفے بنتے ہیں - دوسری طرف احمدیت سے انکار ہے خدا ہی ہے جو انھیں سمجھ دے تا دین کو دنیا کے بدلے نہ بیچیں"

(ایڈیٹر)

جناب منشی عبدالعزیز صاحب قائم مقام میلیہ صابر کی تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خواجہ کمال الدین صاحب کو قادیانی سمجھے ہوئے ہیں لیکن اصل بات یہ نہیں ہے - خاص بانکیپور و پٹنہ کے علماء نے بھی یہی اعتراض کیا تھا چنانچہ وہ لوگ شریک جلسہ بھی نہ ہوئے اگرچہ اس سے جلسے میں ایک شمہ بھر بھی فرق نہ آیا - سکرٹری انجمن نے تو خود چند حضرات کو اس معاملہ میں سمجھایا لیکن وہ کب سمجھنے والے تھے بلکہ ان سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ تشریف لائیں اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب تشریف نہ لائینگے بعض اشخاص نے تو شریک جلسہ ہونیکا وعدہ بھی کیا لیکن انھوں نے اپنے وعدوں کا ایفا نہ کیا آخرش خواجہ کمال الدین صاحب کو اسپر مجبور کیا گیا کہ وہ انجمن اسلامیہ میں آکر اپنے عقیدہ کو صاف ظاہر کر دیں چنانچہ انھوں نے کہا کہ میں ہرگز قادیانی نہیں ہوں - بلکہ میں سید الانس والجان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی نبی آخرالزمان اور افضل الانبیاء جانتا ہوں چنانچہ اسی روز آپنے اسپات پر بھی لکچر دیا کہ آنحضرت آخرالزمان و افضل النبی کیوں ہوئے خواجہ صاحب نے اسکو نہایت خوش اسلوبی سے سمجھایا کہ ہر شخص بخوبی سمجھ گیا - دوسرے روز خواجہ صاحب نے قرآن پاک پر لکچر دیا - تیسرے روز اسلام و دیگر مذاہب پر انگریزی میں تقریریں کیں - بہت سے ہندو بنگالی حضرات بھی تشریف لائے تھے +

(۲)

اکثر اخبارات میں خواجہ صاحب کے عقائد کے متعلق بحثیں ہوتی رہیں اور بیان کیا گیا کہ جس حالت میں کہ خواجہ صاحب قادیانی ہیں ان سے تبلیغ اسلام کی سچی خدمت کیونکر انجام پا سکتی ہے - کیونکہ خواجہ

صاحب نبوت مہدویت اور نزول عیسٰے کے متعلق جس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ وہ عقائد اہل حق کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر ہم کو اسوقت خواجہ صاحب کے عقائد پر بحث کرنا نہیں ہے ہمکو معلوم ہے کہ خواجہ صاحب قادیانی تھے اور مرزا غلام احمد کی زندگی میں اُن کے جس قسم کے خیالات تھے ان کا سب کو علم ہے بلکہ اسوقت ہمیں یہ جتلانا ہے۔ کہ مرزا کے مرنے کے بعد جب انہوں نے اپنے پیشۂ وکالت کو ترک کر دیا۔ اور وطن سے اور اہل وعیال سے منقطع ہو کر اہل انگلستان کو انوار اسلام سے منور کیا۔ اور جس قسم کے خیالات اسلام کے بارہ میں اسلامک ریویو میں ان کے قلم سے نکلتے رہے ہیں۔ ان سب کے ذہن نشین کرنے اور دیکھنے کے بعد ہر شخص کو خیال ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنے عقائد باطلہ کو ایک حد تک ترک کر دیا ہے۔ × × × × × × × × چنانچہ بانکی پور کے ایک رسالے سے جو اسی صفحہ کے پہلے کالم میں درج ہے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا۔ کہ میں قادیانی مذہب نہیں رکھتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے اہل تشیع کی طرح تقیہ اختیار کیا ہے۔ اور اہل ملت پر اپنا اثر ڈالنے اور انہیں اپنا گرویدہ بنانے کے بعد بتدریج اپنے عقاید باطلہ ظاہر کرتے رہینگے مگر یہ دعوٰی بلادلیل ہے جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

اس میں کلام نہیں کہ تقیہ کی پالیسی اسلام کے حق میں بہت ہی خطرناک اور مہلک ہے لہذا یقین ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین جیسے ذیعلم حضرات اس سے ضرور منزہ ہونگے اور آپنے تقیہ سے نہیں بلکہ خلوص نیت کیساتھ مرزائیت سے رجوع کرکے مذہب حق اہلسنت والجماعت کی پیروی اختیار کی ہوگی۔ اور جس کے لئے وہ قابل تحسین ہیں۔ کیونکہ سچے مسلمان کا کام ہے کہ اگر وہ کسی غلطی میں مبتلا ہو جائے تو اس سے رجوع کرنے میں کچھ عار نہ سمجھے اور نفس امارہ اسکے اس ارادے پر مزاحم نہ ہو سکے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ رسالت

تطہیر براہین احمدیہ حصہ پنجم بصورت رسالہ بغرض تبلیغ چھپکر شائع ہوئی ہیں ایک روپیہ کے بیس رسالے فی رسالہ ... محمد یمین تاجر کتب قادیان

احباب انجمن ترقی اسلام کی اعانت کیطرف توجہ فرماویں

شاید بعض احباب کو انجمن ترقی اسلام کی ضروریات کا پورا علم نہ ہو۔ اسلئے میں انکو اس انجمن کی اعانت کی طرف پورے طور پر متوجہ کرنے کے لئے یہ اطلاع دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن ہذا نے ایک بہت بڑا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے جس کے لئے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہے اور خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں ہمارا معاون و مددگار ہو۔

اس انجمن کے متعلق ایک کام ولائت میں تبلیغ اسلام کا انتظام کرنا ہے۔ ایک مبلّغ چودھری فتح محمد صاحب ایم اے وہاں پہلے سے موجود ہیں مگر ضرورت ہے کہ انکی امداد کے لئے ایک اور آدمی بھیجا جاوے اسکے لئے ایک بڑی رقم کی فوری ضرورت ہے۔ ولائت میں دو مبلّغین کے اخراجات کے علاوہ وہاں ٹریکٹوں اور رسالوں کی اشاعت کیلئے روپیہ درکار ہے اور یہ کام صرف کافی روپیہ نہ ہونیکی وجہ سے رُکا ہوا ہے۔

تبلیغ ولائت کے علاوہ ایک مبلّغ مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے سیلون ماریشس کی طرف روانہ کئے گئے ہیں جو علاوہ ان مقامات کے انشاء اللہ تعالےٰ دیگر جزائر میں بھی تبلیغ اسلام کرینگے۔

حیدر آباد دکن میں ہمارے مبلّغ موجود ہیں اور وہاں بھی بڑے اخراجات کی ضرورت ہے بنگال میں مبلغین کے ذریعہ کام ہو رہا ہے راجپوتانہ میں مبلّغ موجود ہیں۔ پنجاب کے مختلف مقامات میں واعظ کام کر رہے ہیں۔ اور بعض شہروں میں مستقل طور پر مبلّغ مقرر کئے گئے ہیں ان مبلغین کے لئے صرف اخراجات سفری کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انکے اہل وعیال کے اخراجات کے واسطے ماہوار معین رقوم بھی دینی پڑتی ہیں۔

مبلّغین کے علاوہ ایک بڑا کام جس کے لئے بہت سے روپیہ کی ضرورت ہے ٹریکٹوں اور رسالوں کی اشاعت ہے مبلغ ہر جگہ نہیں جا سکتے مگر ٹریکٹوں کے ذریعہ تمام دنیا میں اشاعت ہو سکتی ہے اور جہاں جہاں مبلغ کام کر رہے ہیں۔ وہاں انکو بھی ٹریکٹوں کے ذریعے اشاعت اسلام کرنے کی بڑی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکچر سن کر سامعین کو اسلام کے متعلق شوق پیدا ہوتا ہے تو وہ اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنے کے لئے رسالے اور کتابیں طلب کرتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کئے جاویں۔ تو وہ انکو بڑے شوق سے پڑھتے اور بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر ان ٹریکٹوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود کے نشانات کل دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ انکی طرف دنیا کو متوجہ کرنیکے لئے رسالوں اور ٹریکٹوں کی ضرورت ہے۔ اور رسالوں اور ٹریکٹوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے مبلغین اور ٹریکٹوں کے علاوہ ترجمۃ القرآن کا اہم کام خدا تعالےٰ کے فضل سے شروع ہے۔ اور ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کام کے لئے ہزاروں روپیہ کی ضرورت ہے ترجمہ نہ صرف انگریزی میں کیا جاتا ہے بلکہ اردو میں بھی معہ نوٹوں کے کیا جا رہا ہے۔

اور ان تراجم کے لئے صرف چھپوائی اور کاغذ کا ہی خرچ نہیں۔ بلکہ بعض بڑی بڑی کتابوں کے خریدنے کی ضرورت ہے پہلی کتابیں جو صدر انجمن احمدیہ نے اس کام کے لئے خریدی تھیں اور جنکی قیمت قریباً تین چار ہزار روپیہ تک ہوگی۔ مولوی محمد علی صاحب جاتی دفعہ لیگئے تھے اور ابتک واپس نہیں کیں اور نہ امید ہے کہ وہ واپس کرینگے اسلئے ناچار ان کتابوں میں سے کم از کم بعض کو دوبارہ خریدنا پڑیگا جس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے امید ہے کہ جماعت اس نقصان کی تلافی کو پورا کرنے کی کوشش کرے گی جو قیمتی کتابوں کے اس طور پر ضائع ہو جانے سے پہنچا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ترجمہ کی چھپوائی وغیرہ کے علاوہ ترجمہ کروائی پر علیحدہ خرچ ہو رہا ہے پہلا ترجمہ جس پر قریباً تیرہ چودہ ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ مولوی محمد علی کے پاس ہی ہے جس کو وہ واپس

۳ مدرسے کھولا گیا ہے جس کے اخراجات ترقی اسلام فنڈ سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی تبلیغ کی غرض سے مختلف اضلاع میں مدرسہ جاری کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں مختلف قسم کے اخراجات جو انجمن ترقی اسلام کو پیش آرہے ہیں۔ اور جیسی فنڈ کی حالت ہو اسکے مطابق یہ کام وسیع پیمانہ پر ہو سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورت میں جس قدر کام خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے شروع کر دیا گیا ہے اسکو قائم رکھنا ضروری ہے گزشتہ ۳ ماہ میں یعنی یکم جنوری ۱۹۱۵ء سے آخر مارچ ۱۹۱۵ء تک ۹-۵-۶۶۹۶ خرچ ہو چکا ہے اور ابھی تک قرآن شریف کی چھپوائی کا کام شروع نہیں ہؤا اسوقت فنڈ کے لحاظ سے سخت ضرورت ہے کہ جماعت انجمن ترقی اسلام کے اخراجات کی طرف خاص توجہ کرے۔ ہمارے موجودہ امام کو تڑپ لگی ہوئی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا گاؤں اور شہر باقی نہ رہے جہاں پیغام حق نہ پہنچایا جاوے اسلئے ہمارے امام کی اس تڑپ کو پورا کرے۔ اور اس کو وہ بہار کے دن دکھائے جبکہ تمام اطراف عالم سے اسکو یہ خبریں پہنچیں کہ لوگ فوج در فوج اس زندہ اور سچے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جس کو حضرت مسیح موعود نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور کہ وہ خدا کے فرستادہ احمد علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لاکر اور اسکے زندہ نشانات اور تازہ بتازہ معجزات کے ذریعہ ہی ایمان حاصل کر کے حضرت خاتم النبیین سید الاولین والاخرین کی غلامی میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خدمت دین کی توفیق بخشے اور جو کام ہمارے موجودہ امام و مقتداء کے ماتحت ہو رہا ہے اس کام میں ہم سب کو شریک ہونیکا شرف عطا فرماوے۔ یہ دین کی خدمت کرنے کے دن ہیں اور مبارک ہیں وہ جو اس نعمت سے حصہ لے رہے ہیں۔ میں پھر اپنے بھائیوں کو اسطرف توجہ کرتا ہوں کہ اسوقت ترقی اسلام کا فنڈ اس امر کا محتاج ہے۔ کہ اسکی طرف پوری توجہ کیجاوے اسکے کارکن دور دور علاقوں اور ملکوں میں کام کر رہے ہیں بعض اوقات انکو تاروں کے ذریعہ روپیہ بھیجنا پڑتا ہے۔ اسی طرح انجمن ترقی اسلام کے دوسرے اخراجات بھی تمام کے تمام اسی قسم کے ہیں کہ انکو فوراً ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں التوا یا دیر نہیں کی جا سکتی اسلئے ضروری ہے کہ انجمن کے ہاتھوں میں ہر وقت کافی روپیہ موجود رہے۔ احباب اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماویں۔ اس وقت کئی ضروری امور صرف فنڈ کے کافی نہ ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں اسکے لئے تو کافی روپیہ مہیا کرنے کی طرف احباب فوری توجہ کریں ہو پہ حضرت خلیفۃ المسیح یا سکرٹری ترقی اسلام کی طرف روانہ کیا جاوے۔ خدا ہی ہمارا مددگار ہو اور وہی ہمارے لئے سامان مہیا کرے آمین ثم آمین۔

شیر علی سکرٹری انجمن ترقی اسلام قادیان

ضروری تصحیح

۱۸ اپریل کے الفضل میں جو مضمون بعنوان تصدیق المسیح چھپا ہے اسکے صفحہ ۵ کالم اول میں وما کان مہلک القریٰ حتی یبعث کی بجائے غلطی سے ما کنا مہلکی القریٰ حتی نبعث چھپ گیا ہے احباب درست کریں (۲) ایسا ہی مضمون یسوع کے مشن صفحہ ۶ کالم ۳ میں لعلک کی بجائے فلعلک ہے۔

آج کے اخبار کا ضمیمہ

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید مصنفہ مولوی محمد علی صاحب کا مسکت جواب تشحیذ میں چھپ چکا ہے یہ مضمون جو الفضل کیساتھ بطور ضمیمہ ہے مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے ابھی کر دفتر میں دیدیا تھا اور [illegible] کے سپرد کر دیا گیا مگر بعد میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ پندرہ بیس دن تک تو مضمون ہی کاتب سے واپس نہ مل سکا اسی اثناء میں اخبار کے دو چار پرچے لیٹ ہو گئے لہذا تمام کاتبوں کو اسطرف لگایا گیا۔ اب اخبار باقاعدہ ہؤا تو ضمیمہ لکھوا کر شائع کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ مضمون اس نقطہ خیال پر لکھا گیا ہے کہ النبوۃ فی الاسلام میں جو باتیں پیش کی گئی ہیں انکا جواب پہلے ہی سے حقیقۃ النبوۃ میں موجود ہے اگر حقیقۃ النبوۃ کو بغور پڑھ لیا جاتا۔ تو اس تمہید کے شائع کرنیکی ضرورت نہ تھی

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

سمن بغرض سماعت اپیل عدالت چیفکورٹ پنجاب

صیغہ اپیل مقدمہ دیوانی نمبر ۱۰۷۵ بابت سنہ ۱۹۱۴

بوا داس اپیلانٹ بنام ہیمراج وغیرہ رسپانڈنٹ

اپیل بنارا ضی حکم صاحب اڈیشنل ڈویژنل جج امرتسر مورخہ ۱۱ اعتبار ۱۹۱۴ء

بنام لچھی رام ولد جوالا مل و کرم چند ولد جسپت رائے اقوام کھتری سکنہ موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور رسپانڈنٹ

مطلع ہو کر اپیل بنارا ضی ڈگری مذکور اس مقدمہ میں اپیلانٹ نے پیش کیا اور اس عدالت میں درج رجسٹر ہوا اور اس عدالت نے بتاریخ ۱۲ جولائی لغایت ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر کی ہے اگر خود تمکو یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً تمہاری طرف سے اپیل ہذا میں جواب سوال کر نیکا مجاز ہو حاضر نہ آئیگا تو اسکی سماعت اور تجویز تمہاری غیر حاضری میں یکطرفہ کیجاوے گی اور تمکو واضح رہے کہ محکمہ ہذا میں حاضری کے گھنٹے دس سے چار تک ہیں بجز ایام اتوار و تعطیلات مندرجہ گزٹ کہ ان روزوں محکمہ بند رہیگا اگر عدالت ہذا سے تاریخ مقررہ پر کچھ حکم مقدمہ میں صادر نہ ہو تو تمکو چاہئے کہ تا وقتیکہ کوئی حکم نہ ہو یا بصورت التوا تاریخ جدید کے تم کو اطلاع نہ ملے حاضر رہو اور واضح ہو کہ اگر تمنے کوئی وکیل عدالت ہذا کا اپنے مقدمہ میں کرنا ہو تو تمکو چاہیئے کہ کم از کم دو روز قبل از تاریخ پیشی مقدمہ مقرر کرو بعد اسکے وکیل تمہارا مثل دیکھنے کا مجاز نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۱۵/۴/۱۵ کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط صاحب ڈپٹی رجسٹرار چیفکورٹ پنجاب بمقام لاہور

انگریزی

شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کا جواب

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

حضرت خلیفۃ ثانی فضل عمرؓ کی تازہ تصنیف لطیف حقیقۃ النبوۃ نے (جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف بیس دن میں طیار ہوئی) منکران نبوۃ مسیح موعود کے خودساختہ امیرقوم کے جملہ اعتراضات کا ایسا قلع قمع کیا ہے۔ کہ اب باطل کے سر نکالنے کی جگہ نہیں رہی اصولاً تمام اعتراضوں کا جواب دیدیا گیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو بس دفعہ پڑھا ہے۔ اور یقیناً نبوۃ مسیح موعود پر آجتک منکروں کی طرف سے جسقدر بھی اعتراضات ہوئے۔ ان کا پورا جواب ہے۔ اور اصولاً نبوۃ کی حقیقت کو ایسا واضح کرکے بیان کردیا ہے۔ کہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہوسکتا جسکا جواب اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ ہم واقعات کی بناء پر اس کا ثبوت دیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ۔۔۳ صفحہ کی ضخیم کتاب کا نام سن کر یہ اعلان کردیا ہے۔ کہ آپ کو اس کتاب کا جواب شائع کرنے کے لئے کافی فرصت نہیں ہے۔ شائد جواب کی تکمیل میں چند ماہ لگ جاویں۔ اس لئے جواب کی تمہید بلا نام مطبع کے شائع کرتا ہوں۔ اس اعلان سے مولوی صاحب کی بوکھلاہٹ (؟) باختگی کا کافی پتہ ملتا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے تمام کتاب کو پڑھنے کے بغیر ہی ایک غلط تمہید لکھ کر اپنے تمام افتادہ لوگوں کو تاریکی میں رکھنے کے لئے شائع کردی۔ اور باتیں جن کا جواب کتاب مذکور میں موجود ہے بھی دہرادیں۔ اس تمہید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب اشاعت کتاب حقیقۃ النبوۃ سے پہلے ہی جواب کی طیاری میں لگے ہوئے تھے۔ ورنہ یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ جن باتوں کا صفائی سے ساتھ کتاب مذکور رد کررہی ہے۔ پھر انہیں کو ایک M. A. مولوی بطور سوال پیش کردے۔ اگر ۱۹۰۱ء سے پہلے کے بہت سے حوالوں کی تشریح و توضیح کردی گئی ہے۔ تو اس زمانہ کے ویسے ہی دوسرے حوالوں کو اس پر قیاس کرلینا اچھا ہے تھا۔ بار بار ایک ہی بات جس کا جواب دیدیا گیا ہو۔ پیش کرتے جانا کوئی دانائی کا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل بات کو اپنی پردہ پوشی کے لئے چھپانا اور کہتے جانا کہ میرا جواب نہیں دیا گیا۔ اور کتابوں سے حوالے دینے میں چالاکی کرنا تو ایمان سے بعید ہے۔

میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہید کے اندر جسقدر سوالات مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں۔ ان کا جواب حقیقۃ النبوۃ سے ہی دوں گا۔ مگر قبل ازیں مختصراً خود بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ تاکہ مولوی صاحب کو یہ بھی کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ ہماری تمہید کا جواب ہی نہیں دیا۔

مولوی محمد علی صاحب اپنی تمہید کے صفحہ الف میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"سر دست احباب کو تمہید سے اسقدر معلوم ہو جائیگا۔ کہ جناب میاں صاحب نے کیا غلطی کھائی جسکی وجہ سے ان کی ساری کتاب حقیقۃ النبوۃ بیکار محض ہے کیونکہ جس کتاب کو یہ فرض کرکے شروع کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی پندرہ سال کی تصانیف مسئلہ نبوت پر بالکل غلط دلائل سے پر ہیں۔ اور صرف سات سال کی تصانیف قابل اعتبار ہیں۔ اس نے نبوت کی حقیقت پر کیا روشنی ڈالنی ہے"۔

مولوی صاحب آپکے اس قول میں دھوکہ دینے کے سوائے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ تو بتا رہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ پر کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کہ کسطرح باوجود اللہ کی طرف سے مسیح موعود بنائے جانے کے براہین احمدیہ میں مسیح ناصری کے نزول من السماء کا عقیدہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اسطرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔

مولوی صاحب کیا اس صریح حوالہ کی طرف بھی آپ نے توجہ کی تھی۔ یا کیا کتاب حقیقۃ النبوۃ میں یہ آپ کو ملا ہی نہیں۔ یا کیا جو کتاب آپ کو جواب کے لئے ملی۔ اس میں صفحہ ۴۳ کسی وجہ سے نہیں ہے۔ آپ پھر غور سے اس صفحہ کو دیکھیں۔ وہاں تو تبدیلی عقیدہ کے متعلق مسیح موعود کے اپنے الفاظ انڈرلائن چھپے ہوئے ہیں۔ اب آپ کا سارا تعجب ہم پر نہیں رہا۔ بلکہ آپ کے خودساختہ عقیدہ کی وجہ سے مسیح موعود پر ہوا۔ اور جو کچھ اس وجہ سے آپ نے ہمیں کہا۔ وہ آپ نے نعوذ باللہ مسیح موعود کو کہا۔ کیا یہی ایمان ہے۔ ہاں آپ نے تمہید میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ:۔

"حقیقۃ الوحی کے چند متشابہ فقرات سے ہرگز وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ جس کو خود حقیقۃ الوحی کے دوسرے مقامات صاف الفاظ میں مجازی نبوت کا اقرار کرکے دھکے دے رہے ہیں"۔ (صفحہ د)

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی ایمانداری اور علم کا نمونہ۔ مولوی صاحب کیا واقعی حقیقۃ الوحی کا جو حوالہ اوپر درج ہے۔ وہ اور صفحہ ۳۹۱ کی عبارت چند متشابہ فقرات ہیں۔

مجازی نبوت تو ایک ایسا لفظ ہے۔ کہ جس کی تشریح کئے بغیر آپ جیسے فاضل M. A. بھی نہیں سمجھ سکتے اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ ثانی نے "مجازی نبی" کے متعلق اپنی کتاب میں صفحہ ۱۶۴ سے ۱۸۳ تک مفصل اور مکمل بحث کی ہے۔ جسکا جواب نہ بن سکا۔ تو آپ نے لکھدیا ہے۔ کہ یہ مولویانہ بحث ہے۔ مگر حقیقۃ الوحی کے وہ الفاظ جو اوپر درج ہوچکے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل الفاظ بھی صاف ہیں:۔

"اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی"۔ صفحہ ۲۸

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا"۔

(صفحہ ۳۹۱)

یہ الفاظ ایسے صریح ہیں۔ کہ ہر منصف مزاج تسلیم کرلیتا ہے۔ کہ یہ محکم الفاظ ہیں۔ اور باقی تمام عبارات اس کے ماتحت آئیں گی۔ آپ کو الوصیت کا حوالہ موجب ٹھوکر تھا۔ لیکن حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۳۹ - ۲۴۳ پر اس کی ایسی تشریح و تطبیق موجود ہے۔ کہ ادنےٰ سمجھ کا آدمی بھی اب انکار نہیں کرسکتا۔ آپ بھی اسے بغور پڑھیں۔ جھوٹی امارت کا فکر نہ کریں۔ حق کو قبول کریں ✤

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ ۱۵ سال تک مسیح موعود دلائل غلط دیتا رہا۔ بلکہ وہ دلائل بجائے خود درست ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ اس وقت نبی کی جو تعریف عوام میں تھی۔ اس کو آپ صحیح سمجھ کر اپنی نبوت کو محدثیت کہہ دیتے تھے۔ ورنہ اپنی حقیقت وہی بیان کرتے۔ جو نبی کی حقیقت ہے۔ بعد ازاں خدا کی وحی نے اہل اسلام کی مروجہ تعریف نبوۃ کو باطل قرار دیکر نبوۃ کے حقیقی معنے آپکو بتا دیئے۔ لہٰذا آپنے محدثیت کے لفظ کو ترک کردیا اور نبوۃ کا لفظ لکھنے لگ گئے۔ مولوی صاحب کیا وجہ ہے۔ کہ ایک غلطی کے ازالہ کے بعد حضرت مسیح موعود نے ایک بار بھی یہ نہ لکھا۔ کہ میں محدث ہوں۔ نبی نہیں حالانکہ پہلے کئی دفعہ آپنے ایسا لکھا۔ کیا آپ کی طرح وہ نہیں جانتے تھے۔ کہ مجازی نبوت کے معنی محدثیت کے ہیں۔ خدا کے لئے جواب دو۔ کہ جب ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوۃ پر اعتراض ہوتا ہے۔ تو آپ جواب دیتے ہیں۔ کہ میں نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہوں۔ لیکن جب ایک غلطی کے ازالہ میں آپ لکھ دیتے ہیں۔ کہ محدثیت میں اظہار علی الغیب نہیں ہوتا۔ اس لئے میں محدث نہیں۔ بلکہ نبی ہوں۔ تو اس کے بعد جب کبھی نبوۃ پر اعتراض ہوا۔ تو آپ کہتے ہیں کہ ہاں میں نبی ہوں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ کیا ایک غلطی کا ازالہ ایسا اعلان نہیں۔ کہ جو محدثیت اور نبوت میں فرق کرتا ہے۔ اور یہ تمام اشتہار حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۶۱ - ۲۶۹ پر موجود ہے۔ آپ دوبارہ پڑھ لیں اس اشتہار میں تو حضرت مسیح موعود نے بتا دیا ہے۔ کہ میں جس امر کو محدثیت قرار دیتا رہا ہوں۔ وہ محدثیت نہیں ہے۔ بلکہ نبوت ہے۔ جیسا کہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۷۴-۱۷۵ پر تفصیلاً بتایا گیا ہے۔ پھر آپ کیوں کہتے ہو کہ ایک غلطی کے ازالہ کے بعد بعض جگہ مجازی نبی کا لفظ ہے۔ جس سے مسیح موعود کی مراد محدثیت ہے۔ لوگوں کے جذبات کو بھڑکا کر خدا کی پکڑ سے تو آپ نہیں چھوٹ سکتے۔ مسیح موعود تو محدثیت سے بالا نبوۃ کا اعلان کرتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ مسیح موعود محدث ہی ہے۔ کیا یہ بھی دیانت ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ کہ آپنے تمہید میں یہ جواب لکھا ہے۔ کہ:۔

”یہاں حضرت مسیح موعود نے اس بات کا انکار نہیں کیا۔ کہ محدث کو علم غیب دیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہا ہے۔ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ گویا اس بات کو ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء سے بعد یکساں تسلیم کیا ہے۔ کہ محدث کو علم غیب بلکہ اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے“ ✤ صفحہ ۱۷

مولوی صاحب نے اس بیان میں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا لیکر اپنی بے بسی کا پورا ثبوت دیدیا ہے مسیح موعود تو نبوت اور محدثیت کا مقابلہ کرکے نبوۃ کے لئے اظہار علی الغیب کی شرط بیان کرتے ہیں جو محدث میں نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ سچ ہے۔ لیکن یہ تردید محدث کے لفظی معنوں کی رُو سے ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ جب اظہار علی الغیب شرط نبوت ہے۔ تو وہ محدث میں ہو بھی نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اظہار علی الغیب کا دروازہ غیر نبی پر یا غیر رسول پر بکلی بند کردیا ہے۔ اور اس کی تفصیل حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۷۸ و ۱۲۸ و ۱۳۴ و ۱۵۱ و ۱۶۰ و ۲۰۲ و ۲۰۳ پر موجود ہے۔ اور مسیح موعود نے بھی صاف فرما دیا ہے۔ کہ اس لئے اب انکشاف تام کے بعد محدث کو اظہار علی الغیب کا مصداق لکھنا مولوی صاحب ہی کا کام ہے۔ کیونکہ یہ معاذ اللہ خدا کو جھوٹا ٹھہرانا ہے۔ کیونکہ وہ تو کہتا ہے۔ کہ بجز رسولوں کے کسی پر اظہار علی الغیب کھولا نہیں جاتا۔ مگر مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ محدثوں پر بھی کھولا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۰۴ - ۲۰۹ دیکھیں ✤

مولوی محمد علی کا صریح دھوکہ

مولوی صاحب کے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ علم غیب کو شرط نبوت ٹھہراتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے علم غیب تو محدث کیا بعض اوقات معمولی لوگوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ کیا مولوی صاحب نے کبھی کوئی سچی خواب نہیں دیکھی۔ لیکن اظہار علی الغیب اور چیز ہے۔ جو صرف نبیوں کو ہوتا ہے۔ ہاں آپنے محض دھوکہ دینے کے لئے خواہ مخواہ تحفہ غزنویہ کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں سے دو حوالے بھی درج کردیئے ہیں۔ (تمہید صفحہ ۱۷) مگر وہاں محدثوں کے ساتھ اظہار علی الغیب کا نام و نشان بھی نہیں۔ آپ خود اپنے حوالہ کو دوبارہ پڑھ لیں۔ لیکن اس پر بھی محض دھوکہ دینے کے لئے آپنے لکھ دیا ہے۔ کہ:۔

”صرف نمونہ کے طور پر میں ایک چھوٹی سی کتاب تحفہ غزنویہ سے جو اکتوبر ۱۹۰۲ء کی چھپی ہوئی ہے۔ دو مقامات کا حوالہ دیتا ہوں“✤

مولوی صاحب کا اس سے یہ مقصد ہے۔ کہ تحفہ غزنویہ ایک غلطی کے ازالہ سے بعد کی کتاب ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اگر مولوی صاحب بھول گئے تھے۔ تو کیا کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۹ پر یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ یہ تحفہ غزنویہ بھی پہلے کی طبع شدہ موجود تھی۔ صرف ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔ جبطرح تریاق القلوب شائع ہوئی مولوی صاحب آپ کی تمام باتوں کا جواب پہلے ہی موجود ہے۔ کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہو۔ اسی طرح آپنے تمہید کے صفحہ ۱۳ پر ضرورۃ الامام کا مندرجہ ذیل حوالہ دیا ہے ✤

”امام زمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں“ ✤

اس سے آپ کا یہ منشاء ہے۔ کہ امام زمان کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ ملتا ہے۔ مگر یہ بھی آپ کی سخن فہمی کی دلیل ہے۔ جب آپ خود لکھتے ہیں۔ کہ ضرورت الامام ۱۸۹۸ء کی شائع شدہ ہے۔ تو کیا یہ آپ کو سمجھ نہیں آتا۔ کہ چونکہ مسیح موعود اس میں لکھتے ہیں۔ کہ امام زمان میں ہوں۔ اور آپ کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل تھا۔ اس لئے آپنے لکھدیا۔ کہ امام زمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب

کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس کا یہ منشاء نہیں۔ کہ ہر امام زمان نے پہلے مجددین ابھی یہ مرتبہ پائے ہوئے تھے۔ بلکہ چونکہ اس وقت آپ اپنے آپ کو غیر نبی ہونے میں دوسرے مجددین کے برابر جانتے تھے۔ اور باایں ہمہ اپنے ساتھ اظہار علی الغیب بھی پاتے تھے۔ اس لئے عمومیت کے رنگ میں وہ الفاظ لکھ دیئے جس سے مقصود تو اپنے منصب کا اظہار تھا اور بس مجددوں ہی سے اگر ایک مجدد پر بھی اظہار علی الغیب کا دروازہ کھولا گیا۔ تو ہم عمومیت کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجدد کو بھی اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔ گو صرف ایک ہی مجدد کو وہ مرتبہ ملا ہے۔ ماسوا اس کے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ امام الزمان سے مراد رسول بھی ہوتا ہے جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۶ پر ہے۔ پس چونکہ مسیح موعود رسول تھے۔ اس لئے آپ پر اظہار علی الغیب کا دروازہ کھلا تھا۔ جسے آپ نے بیان کر دیا وبس ✣

حقیقۃ النبوۃ میں تو اصولاً اسکا ایسا جواب ہے کہ مولوی صاحب کبھی جواب سے سبکدوش ہی نہیں ہو سکتے شائد مولوی صاحب نے جن اوراق سے مضمون لکھنا شروع کیا تھا۔ ان میں وہ مضمون نہ آیا ہو۔ اس لئے آپ کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۲۸-۱۳۰ کو اب پڑھ لیں ✣

مولوی صاحب جب تک مسیح موعود اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اس وقت تک اپنے آپ کو دوسرے محدثوں میں شامل سمجھتے رہے۔ لیکن چونکہ وحی الٰہی میں بار بار آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ تو فوراً محدثوں سے اپنے منصب نبوت کو الگ کر لیا۔ پس جھوٹا ہے وہ شخص۔ جو اس خصوصیت کا انکار کرتا ہے۔ اور دھوکا دینے کے لئے کہتا ہے۔ کہ میں تو نبوۃ مسیح موعود کا قائل ہوں۔ لیکن خود ہی لکھتا ہے۔ کہ "جاؤ! اس فقرہ کے معنے دنیا میں کسی سے پوچھ لو۔ وہ یہی بتلائیگا۔ کہ آپ فی الواقعہ نبی نہیں۔ بلکہ مجازی طور پر خدا نے نبی نام رکھ دیا ہے"۔ (ایک غلطی کا اظہار صفحہ ۱۴)

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:- کہ

"جب یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتی ہیں۔ کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ ×× × × (اعجاز احمدی صفحہ ۲۶) × × × × مگر افسوس جناب میاں صاحب حضرت حضرت مسیح موعود کو اپنے ہی دعویٰ میں پندرہ سال تک نہ صرف غلطی پر بتاتے ہیں۔ بلکہ ان پندرہ سال کے بے شمار دلائل کو ردی کا ذخیرہ ٹھہراتے ہیں (تمہید صفحہ ا-ب)

یہ بھی محض مغالطہ ہے۔ ہم حضرت صاحب کے پہلے اور پچھلے دلائل کو ہرگز ردی نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ سب درست ہیں۔ جب تک حضرت مسیح موعود حقیقی نبوت کے یہ معنے سمجھتے تھے۔ کہ صاحب الشریعت مستقل نبی اس وقت تک کہتے تھے۔ کہ میں نبی نہیں۔ اور یہ بالکل صحیح تھا۔ اور ہے۔ لیکن جب نبوت کے حقیقی معنے آپ پر یہ کھولے گئے۔ کہ براہ راست نبی ہونا یا شریعت لانا شرط نبوت نہیں ہے۔ تو آپ نے کہا۔ کہ میں حقیقی معنوں کی رو سے نبی ہوں۔ پس نبی نہ ہونے کے دلائل ایک معنوں کی رو سے درست ہیں۔ اور نبی ہونے کے دلائل دوسرے معنوں سے درست ہیں ✣

اعجاز احمدی کے الفاظ ہمارے لئے مفید ہیں۔ کیونکہ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ ابتداء سے ہی اپنے منصب کی جو حقیقت مسیح موعود نے بیان کی ہے۔ وہ ہمیشہ یکساں رہی ہے۔ البتہ اس حقیقت کا نام پہلے محدثیت رکھتے تھے۔ لیکن جب دلائل آفتاب کی طرح چمکے۔ اور تواتر سے جمع ہوئے۔ تو یہ امر بدیہی ہو گیا۔ کہ مسیح موعود محدث نہیں۔ بلکہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے نبی ہیں ✣

مولوی صاحب نے پندرہ سال کی غلطی کا ذکر عجیب طرز میں کیا ہے۔ اور اس پر بڑا زور دیا ہے۔ اس لئے ہم آپکے اس اعتراض کو نقل کر دیتے ہیں۔

"آج ایک قوم پیدا ہوئی ہے۔ جو اپنے پیشوا کو حقیقی اور کامل نبوت کا مرتبہ دینے کے لئے اسے بلید سے بلید اور کند ذہن سے کند ذہن اور ناقابل اعتبار انسان بلکہ پندرہ سال تک غلط دلائل دیکر اور صفحوں کے صفحے ان غلط دلائل سے پُر کر کے دنیا کو دھوکا دینے والا قرار دیتی ہے"۔ (تمہید صفحہ ۱۵)

مولوی صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۶ کے الفاظ اپنا اعتراض مضبوط کرنے کے لئے تو نقل کر دیئے۔ لیکن جوش مخالفت کے باعث وہ اسی کتاب کے صفحات ۷-۹ کو یونہی چھوڑ گئے ہیں۔ حالانکہ وہاں کھلے لفظوں میں حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی ۱۲ سالہ متواتر کی وحی کے باوجود اپنے منصب مسیحیت کو نہ سمجھ سکنے کا اسطرح کھولکر ذکر کیا ہے۔ کہ

"وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں۔ کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ کیونکر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھدیا" ✣

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد کے رسمی عقیدہ پر قائم رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ ×× × × اور یہ بات تو کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کرے گی۔ کہ جو دعوے مسیح موعود ہونے کا براہین احمدیہ سے بارہ سال بعد پیش کیا گیا۔ اس کا منصوبہ اتنی مدت پہلے بنا رکھا تھا۔ غرض اسی کتاب میں جس میں میرے مسیح موعود ہونیکا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا بھی ذکر ہونا یہی میری سادگی اور عدم افترا پر ایک زندہ گواہ ہے" ✣ (اعجاز احمدی صفحہ ۷-۹)

اب کیا مولوی محمد علی صاحب جو پندرہ سالہ غلطی کی بناء پر مسیح موعود کو بلید اور کند ذہن وغیرہ مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ بارہ سالہ اجتہادی غلطی جو دعوے مسیح موعود کے متعلق واقع ہوئی۔ اس کی بناء پر مسیح موعود کو انہیں مکروہ الفاظ سے یاد کریں گے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود اسی اپنی سادگی سے واقع شدہ اجتہادی غلطی کو اپنی صداقت کا ایک زندہ گواہ ٹھہراتے ہیں ✣

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا ست

پھر اگر مولوی محمد علی صاحب کا ہی بیان درست ہے اور

واقعی ہم نے ظلم کیا ہے۔ کہ مسیح موعود کو بلید الشان قرار دیدیا ہے۔ اور دھوکا دینے والے قرار دیا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسی پوزیشن کو مولوی محمد علی ہماری قسم کی بناء پر قبول کرنے کو تیار ہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے صفحہ ۱۳-۱۴ پر زور سے لکھ چکے ہیں۔ کہ

"آؤ خدائی قسم کھا کر کہہ دو۔ کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تم نے کبھی یہ خیال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل ہو گیا۔ اور آپ کی بعض کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ تو صرف اس ایک بات پر فیصلہ کرنے کو تیار ہوں"۔

درحقیقت یہ بھی محض چال ہے۔ ورنہ کیا ہماری قسموں سے بڑھ کر مسیح موعود کا اپنا اعلان کافی نہیں۔ جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر موجود ہے۔ پس اگر مولوی صاحب سچے ہیں۔ تو قبول کریں۔ ورنہ یہ تو ہم پہلے ہی جانتے ہیں۔ کہ آپ کی نیت فیصلہ کرنا نہیں۔ اور یہ ہم بلا دلیل نہیں کہتے۔ بلکہ اس کی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً آپ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو علے منہاج النبوۃ پیش کرتے رہے۔ نہ علیٰ منہاج الولایت۔ لیکن آج آپ اسے سلسلہ ولایت قرار دے رہے ہیں۔ پھر پیغام صلح میں آپ لوگوں نے خدا کی قسم کھا کر شائع کیا۔ نہ ایک بار بلکہ دو دفعہ۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول اور سچا نجات دہندہ مانتے ہیں۔ لیکن آج وہ اپنی قسمیں بھی بھول گئے۔ الٹا ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کو اپنی قسموں پر بھی اعتبار نہیں۔ تو ہماری قسموں کا آپ کیا اعتبار کریں گے۔ بلکہ مجھے تو آپ پر یہ بھی امید نہیں۔ کہ آپ یہ بھی تسلیم کریں۔ کہ ہاں ہم نے پیغام صلح میں خدا تعالے کی قسمیں کھا کھا کر مسیح موعود کی نبوت اور رسالت کا اعلان شائع کیا تھا۔ اس لئے آپ کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔ سنئے:-

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالی کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علے الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔" (پیغام مجریہ ۱۶- اکتوبر ۱۹۱۳ء)

اسی قسم کا ایک اور اعلان خدا کو شاہد کر کے اس طرح شائع کیا گیا تھا۔ کہ

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالے کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپکی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے"۔ (پیغام مجریہ ۷- ستمبر ۱۹۱۳ء)

مولوی صاحب اگر آپ سچے ہیں۔ اور آپ کے ہمراہی اوپر کے دو اعلانوں کے حلفیہ شائع کرنے میں جھوٹے نہیں۔ تو اب بجائے ہمیں قسم دینے کے اپنی قسموں کی قدر کرو۔ اور مسیح موعود کو سچا نبی مان لو۔ اور ان سے الگ شدہ لوگوں کو کچھ نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ نجات پانے والے نہیں ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کا حضرت مسیح موعود کو بار بار بلید کند ذہن اور دھوکہ دینے والا انسان لکھنا آپ کے اندرونی عقیدہ کا پتہ دیتا ہے۔ ہاں اپنی پردہ پوشی کے لئے اس اعتراض کو ہماری طرف منسوب کر دیا ہے۔ آپ کی قلم سے بار بار ایسے الفاظ کا نکلنا بتا رہا ہے۔ کہ آپکے قلب میں کچھ ارتداد کا مادہ کھول رہا ہے۔ جس کے باعث آپ لکھتے ہو۔ کہ:-

"مگر یہاں تو ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کچھ حکم دے رہا تھا۔ نبی کچھ اور سمجھ رہا تھا۔ بلکہ عین اس حکم کے خلاف اعلان کر دیا تھا۔ اور پندرہ سال تک یونہی اللہ تعالے کے احکام کی مخالفت کرتا چلا گیا۔ حالانکہ خدا بھی ادھر وحی پر وحی کرتا چلا جاتا تھا۔ مگر ادھر مسیح موعود بھی اس حکم کے خلاف دلیل پر دلیل دیتا چلا جاتا تھا۔" (تمہید صفحہ ۱۹)

ان الفاظ سے مولوی صاحب ہم لوگوں کو ملزم ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ اعتقاد ہی نہیں۔ اور نہ ہمارے عقیدہ کی رو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب کو ایسا معلوم ہو رہا ہے اس لئے وہ خود یہ اعتراض کرتے ہیں۔ مگر منسوب ہماری طرف کرتے ہیں۔ مولوی صاحب خدا تعالےٰ ہی جب آنکھیں دے انسان تو معرفت پاتا ہے۔ لو سنو! مسیح موعود جو حکم ہے۔ وہ اس نزاع میں فرماتے ہیں۔

"واللہ ما قلت قولاً فی وفات المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بیّنات منیرۃ کفلق الصبح وبعد عرض الالہام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحۃ النبویّۃ وبعد استخارات وتضرعات وابتہالات فی حضرۃ رب العٰلمین۔ ثم ما استعجلت فی امری ھٰذا بل اخرتہ الیٰ عشر سنۃ بل زدت علیہا وکنت لحکم واضح واحد صریح من المنتظرین وکنتُ صنّفتُ کتباً فی تلک الایام التی مضت علیہا عشر سنۃ وسمیتہا البراھین وکتبتُ فیہا بعض الہاماتی التی الھمتُ من ربی من قبل تالیف ذٰلک الکتب وکانت من جملتہا ھٰذا الالہام اعنی یٰعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ وانّ اللہ قد سمّانی فی ھٰذا عیسیٰ ومن جملتہا الہامٌ اُخر خاطبنی ربی فیہ وقال انی خلقتک من جوہر عیسیٰ وانک وعیسیٰ من جوہر واحد وکشیٍٔ واحدٍ ومن جملتہا الہامٌ سمّانی فیہ کل من خالفنی من العلماء الیہود والنّصاریٰ ثم ما الہمت الیٰ عشر سنۃ بمثل ھٰذہ الالہامات ما کنت ادری انی اومر بعد ھٰذہ المدۃ الطویلۃ واسمّی مسیحاً موعوداً من اللہ تعالیٰ بل کنت خلت ان المسیح نازلٌ من السماء کما ھو مرکوزٌ فی مدارک القوم

ولکنی کنت اقول فی نفسی تعجباً ان اللّٰہ لم سمّانی عیسی ابن مریم فی الہامہ المتواتر المتتابع ولم قال انک وانہ من جوہر واحد ولم سمّی المخالفین الیہود والنصریٰ فظہرت علیّ معانی تلک الالہامات والاشارات بعد عشر سنۃ وبعد اشاعۃ البراہین فی الوف من الناس وبعد اشاعۃ ہذہ الالہامات فی خلق کثیر من المسلمین والمشرکین ؛

(ترجمہ) اور بخدا میںنے مسیح کی وفات اور عدم نزول اور اپنے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں کبھی کوئی بات نہیں کی۔ مگر جبکہ بارش کی طرح متواتر الہامات ہوئے۔ اور طلوع صبح کی مانند کھلے کھلے مکاشفات دکھلائے گئے۔ اور الہاموں کو قرآن اور احادیث صحیحہ پر ملاکر دیکھا گیا اور استخارے کئے گئے۔ اور عاجزی سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعائیں کی گئیں۔ پھر بھی میںنے جلدی نہیں کی بلکہ دس سال سے بھی زیادہ زیادہ تاخیر کی۔ اور خدا کے کھلے کھلے حکم کا منتظر رہا۔ اور اس زمانہ میں میںنے براہین احمدیہ نام ایک کتاب تصنیف کی۔ جس کو اب دس سال ہو گئے۔ اور اس میں میںنے اپنے وہ الہام بھی درج کئے ہیں۔ جو اس کی تصنیف سے پہلے ہو چکے ہیں اور منجملہ انکے یہ الہام بھی درج ہو کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔ اور منکروں کے اتہاموں سے تجھے پاک کرونگا۔ اور تیرے تابعداروں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب کرونگا۔ اور اللہ نے اس میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ اور منجملہ ان کے ایک اور الہام بھی درج ہے۔ جسمیں مجھے اللہ مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میںنے تجھ کو عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا ہے۔ اور تو اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے اور ایک ہی شے کی مانند ہو۔ اور ایک اور الہام ہے۔ جسمیں میرے مخالفین علماء کو یہود اور نصاریٰ کہا گیا ہے۔ پھر دس سال تک کوئی ایسا الہام نہ ہوا۔ اور مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ اسقدر لمبی مدت کے بعد میں مامور کیا جاؤں گا اور خدا کی طرف سے میرا نام مسیح موعود رکھا جاوے گا بلکہ جیسا کہ قوم کے خیال میں گھڑا ہوا ہے میں بھی خیال کرتا تھا کہ مسیح آسمان سے اترے گا۔ ہاں میں متعجب ہو کر اپنے دل میں کہتا تھا کہ خدا نے اپنے متواتر الہاموں میں میرا نام عیسیٰ بن مریم کیوں رکھا ہے اور کیوں کہا ہے کہ تو اور وہ ایک ہی جوہر سے ہو۔ اور میرے مخالفوں کو یہود اور نصاریٰ سے نامزد کیا ہے۔ پھر دس سال کے بعد ان الہاموں کے معنے مجھ پر کھلے۔ جبکہ یہ الہام بہت سے اہل اسلام اور مشرکوں میں شائع کئے گئے۔ اور براہین میں بھی چھپ کر ہزارہا لوگوں میں پھیلائے گئے تھے ؛

اس جگہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جسطرح حضرت مسیح موعود نے دس سال بلکہ زیادہ عرصہ تک بارش کی طرح متواتر الہامات رویاء و کشوف بینہ وغیرہ مثل صبح کے بعد اپنے مسیح موعود ہونے کا اور وفات مسیح کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح اگر ۱۵ سال کی متواتر وحی سے قوت پاکر نبوت کا اعلان کیا گیا۔ تو کونسا ہرج لازم آگیا جسپر مولوی صاحب بلید وغیرہ کے گندے لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہاں مولوی صاحب یہاں چالاکی سے لکھتے ہیں ؛

"اور جو شخص خیال کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے × × × × جس میں آپکو مسیح موعود بنایا گیا۔ تو اس کا ایسا دعوےٰ صحیح نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں ایسا کوئی الہام نہیں"

اب مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ دس سال سے زیادہ عرصہ بارش کیطرح الہامات و کشوف میں مجھے مسیح موعود کہا گیا۔ مگر میںنے جلدی نہ کی بلکہ سنت انبیاء کے مطابق انتظار کیا۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا کوئی الہام نہیں بلکہ اگر ایسا ہو تو آپکے نزدیک مسیح موعود انسانیت کے درجہ سے گر جاتا ہے۔ اور یہ وہ اعتراض ہے جو پہلے غیر احمدیوں کی طرف سے بھی ہو چکا ہے کیونکہ وہ سنت انبیاء کو بھول چکے ہیں۔ اور یہ بات میں اب نہیں کہتا بلکہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۶۱ پر اس اصول کو بوضاحت بیان کیا گیا ؛

مولوی صاحب کا یہ اعتراض بھی ہے کہ ؛ مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :-

فلا والذی خلق السماء لاجلہ ؛ لہ مثلنا ولد یوم یحشی

یعنے مجھے اس خدا کی قسم جسنے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے۔ مگر افسوس کہ ہمارے میاں صاحب مسیح موعود کی طرح کسی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہونا پسند نہیں کرتے ؛

اس اعتراض کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ مولویصاحب نے اپنے خیال کے مطابق ایک بات بنالی۔ کیونکہ ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ کاملین کو آپ کی اولاد ہی مانتے ہیں چونکہ مسیح موعود بھی کاملین امت میں سے ایک فرد ہے اس لئے یہ صحیح ہے کہ آپ کی طرح اور بھی آنحضرت کے بیٹے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ سب کاملین سے بڑھ کر اکمل ہیں۔ اور آپ ہی وہ برتر اکمل اور اتم ہیں۔ جنکی شان میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس کا آنا محمد رسول اللہ ہی کا آنا ہے (دیکھو خطبہ الہامیہ) اور وہ احمدی بروز ہے۔ جس کی خبر تمام انبیاء نے دی تھی اس لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہے جو نبی اللہ ہے اور دوسرے تمام کاملین فرزند ہیں مگر وہ منصب نبوت پانے والے نہیں ہیں۔ اور تیرہ سو برس کی اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ کسی ولی نے نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور کمالات نبوت کا ذکر کیا۔ لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ کمالات نبوت الگ چیز ہیں۔ اور نبوت الگ امر ہے۔ پس انکے فرزند ہونے کے یہ معنے نہیں کہ وہ سب نبی ہیں۔ جسطرح ایک بادشاہ کا ولی عہد ایک فرزند ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ولی عہد یہ کہدے کہ میری طرح اور بھی میرے بھائی ہیں تو وہ دوسرے بھائی ولی عہد نہیں بن جاتے۔ اسی طرح اس شعر کا مطلب ہے۔ لیکن حق کی مخالفت نے عقل کو بیکار کر دیا ہے جس کے باعث اصل حقیقت سمجھنے کی بجائے مولویصاحب نے حضرت میاں صاحب پر اُلٹا الزام لگاتے ہیں۔

منجملہ اعتراضات کے مولوی صاحب نے حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب کے جزوی نبوت کے عقیدہ کا ذکر کیا ہے لیکن جبکہ مسیح موعود کا کھلا فتوےٰ موجود ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے کلام کو پیش کرنا بے کار ہے اور انکے حوالوں سے بھی وہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی جو آپکی ہے۔ کیونکہ وہ جزوی نبوت کہہ کر بھی اسے ظلی نبوۃ کہتے ہیں۔ جس سے ان کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ امتی نبی نہ یہ کہ ناقص نبی۔ بہرحال ان کا مقصد آپ ان سے اب بھی پوچھ لیں کہ وہ مسیح موعود کو جماعت انبیاء میں شامل سمجھتے ہیں۔۔۔ اور جزوی سے مراد صرف یہ ہے کہ صاحب شریعت نہیں اور آپکی نبوت تابع و طفیلی نبوت ہے ؛

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں ؛-

"دیکھو میں تم کو پھر کہتا ہوں کہ کوئی اعلان تبدیلی عقیدہ یا منسوخی کتب یا دعوے کو غلط طور پر پیش کرنے کا پہلے دکھاؤ۔ تب تمہاری بحث کسی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔"

(صفحہ ۷)

لیکن مولوی صاحب نے حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۳۸-۱۴۰ ہرگز نہیں پڑھے۔ اور بجائے جواب دینے کے ہم مولوی صاحب سے یہی کہیں گے کہ آپ پھر غور سے کتاب پڑھیں۔ آپکے مطالب کا کافی جواب دیا جا چکا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت فضل عمر کی دو تحریریں ایک صفحہ ۱۳۰ حاشیہ سے اور دوسری صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ پیش کرکے دونوں تحریروں میں تضاد ثابت کیا ہے (صفحہ ۳)

لیکن درحقیقت یہ سچ ہے کہ جسطرح غیر احمدی لوگ منشاء مسیح موعود کے خلاف بعض عبارتوں کو خواہ مخواہ متضاد بنا دیتے تھے۔ اسی طرح مولوی صاحب نے کیا ہے اس لئے ناظرین خود دونوں عبارتوں کو پڑھیں۔ ایک عبارت میں نبوت کی نفی ہے۔ دوسری میں محدثیت کے ملنے کا ذکر ہے پھر دونوں میں تضاد کیا ہوا۔ اگر اب بھی یہ بات آپکے ذہن میں نہیں آئی تو آپ صفحہ ۱۳۸ کتاب مذکور کا پڑھ لیں۔

تمہید کے صفحہ ۳ پر آخری دو سطروں سے پہلی تین سطریں ہیں۔ وہ تو میں نہیں سمجھا کہ کیا مطلب ہے۔ اور ایک ایم۔ اے کی قلم سے کس طرح ایسی غلط عبارت لکھی گئی جس کا مطلب ہی کچھ نہیں بنتا۔ اور بلحاظ زباندانی بالکل غلط ہے گو اس غلطی پر میں انہیں کوئی قابل الزام بھی نہیں ٹھیرایا مگر یہ ضرور کہوں گا کہ وہ فضل عمر رض کے مقابلہ پر لکھنے میں بہت کمزور ہیں۔ صاحبزادہ صاحب میں مسیح موعود کی شان سلطان القلم کا ظہور ہو رہا ہے کہ وہ حسن و احسان میں مسیح موعود نظیر ہے۔

مولوی صاحب کو توضیح مرام کے حوالے کا بار بار پیش کرتے جانا بھی عجیب بات ہے۔ حالانکہ اس کی تشریح صفحہ ۸۳-۸۴ کتاب حقیقۃ النبوۃ پر موجود ہے۔ اس لئے آپ وہاں دیکھ لیں۔ توضیح مرام کی عبارت سے اگر کچھ پایا جاتا ہے تو یہ کہ مسیح موعود ایسے نبی نہیں ہیں جو صاحب شریعت ہوں یا براہ راست ہوں وبس اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن یہ ہم نہیں مانتے کہ اس وقت مسیح موعود محدث ہیں کیونکہ خود مسیح موعود نے لفظ محدث کو ترک کر دیا ہوا ہے۔

"تمہید کے صفحہ ۲ پر پھر مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوۃ شرط نہیں ٹھہرائی"۔

لیکن اسکا جواب حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۵۲-۵۳ پر موجود ہے۔ شاید یہ صفحات بھی مولوی صاحب نے نہیں پڑھے۔ کیا مولوی صاحب کو علم نہیں کہ یہ الفاظ ان لوگوں کے جواب میں ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ مسیح ناصری جو مستقل نبی ہے وہی آنا چاہیئے کیونکہ حدیث میں نبی اللہ کا لفظ مسیح موعود کے لئے موجود ہے۔ اور چونکہ اوائل دعویٰ کے وقت آپ نبی کی عامہ اہل اسلام کی تعریف کو ٹھیک جانتے تھے۔ اور ادھر آپ کو مسیح موعود کا منصب مل چکا تھا۔ اس لئے نبی کی مروج تعریف کے لحاظ سے فرمایا کہ وہ نبوت آنے والے مسیح کیلئے شرط نہیں کیونکہ صاف لکھا ہے کہ وہ ایسا مرد مسلمان ہوگا۔ شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ آنیوالے مسیح کو مسلمان تابع قرآن کہہ کر نبوت کی نفی کرنا ہی بتا رہا ہے کہ نبوت سے مراد نبوت تشریعی ہے جو براہ راست ملا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اپنی محدثیت کا ذکر کرکے اپنے دعوے کی کیفیت وہی بتلائی ہے جو نبوت ہے۔ اور اسی کیفیت کا نام بعد میں نبوۃ رکھا ہے۔ آپکے اصل الفاظ جنہیں مولوی صاحب نے موٹا کر دیا ہے۔ اس طرح ہیں کہ:-

"نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"۔

لیکن بایں ہمہ آپنے اس وقت اس نبوت کا نام محدثیت رکھا مگر بعد ازاں نبوت کی تعریف حقیقی معلوم ہوئی۔ تو آپ نے بجائے محدثیت اسی کیفیت کا نام نبوۃ رکھا چنانچہ حضرت مسیح موعود نے تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ:-

"چونکہ میری نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔ شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے"۔

جب خود مسیح موعود نے نبی کے معنے سب سے آخر یہ بیان کردیے ہوئے ہیں تو مولوی محمد علی صاحب کا اپنی تمہید کے صفحہ ۶ پر ازالہ اوہام میں سے رسول کی تعریف مندرجہ ذیل کا پیش کرنا عبث ہے:-

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

شاید مولوی صاحب کو یہاں حسب تصریح قرآنی سے خیال ہو کہ یہ تشریح غلط نہیں ہو سکتی تو میں بتا دیتا ہوں کہ یہ تصریح قرآنی اجتہادی تھی۔ اسلئے مسیح موعود نے وحی الٰہی سے متنبہ ہو کر چھوڑ دی اور اب یہ ہم پر حجت نہیں رہی۔ ہاں اگر اس جگہ رسول سے مراد صاحب شریعت رسول لیا جائے۔ تو یہ تشریح آج بھی درست ہے۔ لیکن صاحب شریعت ہونا نبوت کی شرط نہیں بلکہ بعض نبیوں کی خصوصیت ہے۔ اس لئے اس حوالہ کی بناء پر حضرت فضل عمر پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ جس چیز کو نبوت کہتے ہیں۔ اسی کا حامل ہونے کی وجہ سے مسیح موعود نبی ہے۔ اور نبوت اس کے ماسوا اور کچھ نہیں ہوتی۔ پس اگر مولوی صاحب مسیح موعود کی نبوت کی مقرر کردہ تعریف نبوت کی نہ مانیں تو الگ امر ہے۔ والا انہیں ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود یقیناً نبی ہے۔

تمہید کے صفحہ ۲ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"گویا جناب میاں صاحب کے اجتہاد کی رو سے حدیث کے یہ معنی ہوئے۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ۔ یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ عین نبوۃ باقی رہ گئی۔ اور اس علم و فضل پر جا بجا نہ صرف مجھ بلکہ ایک طرح سے خود حضرت مسیح موعود کو علم قرآن سے عاری بتایا گیا ہے"۔

مولوی صاحب آپ خود نہ مسیح موعود کے مطلب کو سمجھے نہ حضرت فضل عمر کا منشاء۔ اور اسپر آپکے علم و فضل پر تمسخر کیا ہے کسی نے سچ کہا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

سنو! مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ

"لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات"۔

چونکہ نبوت کی کئی قسمیں ہیں (۱) تشریعی نبوت (۲) غیر تشریعی (۳) نبوت مستقلہ (۴) نبوت ظلی۔ اس لئے انواع نبوت میں نوع واحد جو باقی ہے وہ ظلی نبوت ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے پیشگوئیاں ہیں۔ اس لئے اسے نبوۃ المبشرات کہا گیا ہے پس اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ یہ جزوی نبوت ہے۔ جیسے کہ آپ نے لکھا ہے۔ کیا کسی لغت کی کتاب میں نوع کے معنے جزو

کے بھی لکھے ہیں۔ اگر نوع کے معنے جزو کے کسی لغت میں سے مولویصاحب دکھادیں تو انہیں ہم سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ دکھا سکیں تو بجائے حضرت میاں صاحب کی غلطی پر ہنسنے کے اپنی پردہ دری پر روئیں۔ شاید آپ میرا مطلب نہ سمجھے ہوں۔ اس لئے میں ایک مثال عرض کرتا ہوں ایک شخص کہتا ہو کہ "نسل انسانی کی مختلف انواع میں سے وسط ایشیا میں صرف ترک رہگئے ہیں" تو کیا اب آپ یہ کہینگے کہ ترک انسان نہیں ہیں بلکہ جزئی انسان ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہی المبشرات کے معنے سمجھ لیں۔

تمہید کے صہ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"مابقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ..... پس جس کا نام ایک جگہ جزوی نبوت رکھا۔ اسی کا نام دوسری جگہ کثرت مکالمہ رکھا"

لیکن یہ محض دھوکہ ہے۔ کثرت مکالمہ جبکہ وہ اس کثرت سے ہو کہ اظہار علی الغیب کے مرتبہ پر ہو۔ تو اسی کا نام نبوت ہے اور نبوۃ کیا ہوتی ہے۔ اور اس کی تشریح تو حقیقت النبوۃ میں کر دیگئی ہے۔ غالباً یہ بھی آپنے نہیں دیکھی۔ آپ ص۷۷ و ۸۷ پھر دیکھ لیں۔ اور تجلیات الٰہیہ کا حوالہ جو اُدپر گذرا اُسے بھی دیکھ لیں۔ اگر آپکے خفیہ ایجنٹ نے حقیقت النبوۃ کے یہ صفحات آپ کو قبل از وقت چُرا کر نہیں بھیجے۔ تو اب تو آپکے پاس یہ کتاب پوری پہنچ ہی چکی ہے *

مولوی محمد علی صاحب نے تمہید کے ص۵ پر بحوالہ ص۳۲۱ ازالہ اوہام لکھا ہے کہ :-

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (حالانکہ جناب میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو تبلایا یہ عقیدہ درست نہیں"

اس تحریر سے مولویصاحب کی یہ غرض ہو کہ محدثیت کا دعوےٰ حکم آلٰہی سے تھا نہ کہ اجتہاد سے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کو الہام الٰہی میں محدث بھی کہا گیا ہے البتہ آپکے اندر نبوت کے تمام شرائط موجود تھے۔ اور الہام میں بار بار نبی کا لفظ آیا تھا۔ اسلئے آپنے محدثیت کا اعلان بشرائط نبوت کر دیا۔ مگر جب بعد میں نبوت کے حقیقی معنے آپ پر ظاہر ہوئے۔ تو آپنے محدثیت سے بڑھ کر حکم الٰہی سے نبی ہونے کا صریح اعلان کر دیا۔ شاید آپ کو اعتراض ہو کہ پھر حضرت خلیفۃ المؤمنین نے کس عقیدہ کو اجتہادی قرار دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اور رسول کی جو تاویل آپکی وہ اجتہادی تھی۔ اسی لئے آپنے حقیقۃ الوحی میں اپنے غیر نبی ہونے کے عقیدہ کو حیات مسیح کے عقیدہ کے ہمرنگ بیان کیا ہے پس آپ کا اعتراض جو حضرت فضل عمر پر تھا غلط ہو گیا۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ میں میرے ہر دو بیانات کی تصدیق موجود ہے آپ ص۱۳ و ص۲۰۱ کو پھر غور سے پڑھیں۔ تعجب ہو کہ معمولی باتوں میں آپ ٹھوکر کھا جاتے ہیں *

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے × × × اس کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جاوے × × × تو اس سے کیا نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا"

جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کو یہاں مجازی نبوت قرار دیا۔ اسی سے سمجھ لو کہ حقیقت الوحی میں جو یہ لکھا کہ سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت (الاستفتاء ص۶۵) یعنے میرا نام نبی مجازی رنگ میں رکھا گیا نہ حقیقی طور پر۔ سو جب حضرت مسیح موعود نے خود مجازی نبوت کے معنے بتا دئے کہ وہ جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوۃ نبیہ قویہ کا ہے" ص۵

مجازی نبوت کے معنے اور حقیقت الوحی کے اس حوالہ کی تشریح حقیقت النبوۃ کے صفحات ۸۷ و ۱۶۴ - ۱۸۳ و ۲۹۰ میں موجود ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ مگر کیا مولویصاحب کو یہ صفحات نہیں پہنچے جو پھر وہی پُرانے اعتراض دہرا رہے ہیں۔ سُنو! مولوی صاحب محدث کو مجازاً نبی کہنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ نبی نہیں۔ محدث ہو۔ اسی طرح ایک امتی نبی کو صاحب شریعت نبی کے مقابل مجازی نبی کہنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی نہیں بلکہ امتی نبی ہے۔ محدث کو مجازی نبی بمعنے جزئی نبی کہنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مجازی نبی کے معنی ہی جزئی نبی ہے۔ بالکل باطل خیال ہے۔ مجازی الفاظ کے معنے ہر موقعہ اور محل پر الگ الگ ہوتے ہیں۔ بھلا اگر مجازی نبی کے معنے صرف جزئی نبی ہی ہیں جسے محدث کہتے ہیں جو بالاتفاق غیر نبی ہے۔ تو کیوں مسیح موعود نے ایک طرف جبکہ اپنے آپ کو محدث جانتے تھے۔ مسیح ناصری سے من کل الوجوہ فضیلت سے انکار کیا۔ اور پھر اپنی کلی فضیلت کا سبب اپنے صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کو قرار دیا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰) حالانکہ محدث کو بھی مجازاً نبی کہتے تھے۔ اور صریح طور پر محدثوں سے بالا حقیقی معنوں میں نبی کو بھی مجازی نبی کہتے تھے۔ کیا جب دونوں صورتوں میں مجازی نبوت یکساں ہے۔ جیسے آپکے خیال میں جزئی نبوت کہتے ہیں تو میرا یہ سوال ہے کہ مسیح موعود کس طرح من کل الوجوہ مسیح ناصری سے افضل ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ جزوی نبی یا محدث یا کوئی غیر نبی کسی نبی پر کلی فضیلت پا جاتا ہے۔ اور اگر آپ کو اس کا جواب نہ آئے تو پھر سمجھ لینا کہ حقیقت الوحی میں مجازی نبی کا لفظ نبوۃ تشریعی کی نفی کے لئے آیا ہے۔ استفتاء کی محولہ بالا عبارت سے پہلے ایک مدعی نبوت مستقلہ (ڈوئی) کا ذکر ہے۔ اس کی نبوت کو افترا قرار دیتے ہیں۔ چونکہ اس کا دعوےٰ ایسی نبوت کا تھا جسے وہ براہ راست بدون اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتا تھا۔ اس لئے آپنے وہاں ختم نبوت کے معنے بیان کرکے فرمایا کہ میری نبوت مجازی ہے نہ حقیقی۔ جس سے آپ کی غرض ختم نبوۃ کے کمال کو ظاہر کرنا اور حقیقی نبوت کی نفی ہے یا یوں کہو کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پائی نہ یہ کہ میں نبی ہی نہیں۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب خیال فرماتے ہیں کیونکہ اگر مولوی صاحب کا خیال باطل صحیح مان لیا جاوے۔ تو پھر اس کے یہ معنے ہیں کہ اسی حقیقت الوحی میں زور شور سے بارش کی طرح وحی آلٰہی سے نبی کے خطاب پانے کا ذکر ہے۔ اور وہیں اس کی تردید بھی۔ گویا مسیح موعود معاذ اللہ وحی آلٰہی کو رد کرنے والے تھے۔ لاحول ولا قوۃ۔

تمہید کے ص۷ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں :-

"پھر ازالہ اوہام میں ص۵۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام

(نوٹ ۱ و ۲) اصل الفاظ "شعبہ قویہ نبوۃ" ہیں مگر دونوں جگہ سراسیمگی میں مولوی صاحب نبوۃ قویہ ہی لکھ گئے ہیں۔ شاید یہ بھی کوئی نبوت کی نئی قسم ہوگی۔ منہ

اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آ سکتا۔ × × × × حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقاید دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اسوقت ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے معزول کر کے بھیجا جائے گا تو اس سزا کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیئے۔"

ازالہ اوہام کے اس حوالہ کو پیش کرنے سے مولوی محمد علی صاحب کا منشاء یہ ہے کہ رسول اصطلاح قرآنی میں وہ ہے جسے احکام وعقاید دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں گویا یہ رسول کا امتیازی نشان ہے۔ اور مسیح موعود میں چونکہ یہ امتیازی نشان پایا نہیں جاتا اسلئے وہ رسول نہیں۔ بس محدث ہیں۔ چنانچہ اوپر کی عبارت کے علاوہ تین اور ایسے ہی حوالے ازالہ اوہام سے نقل کر کے تہمید کے صفحہ پر بطور نتیجہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت صاحب نے یہاں وحی رسالت کا ایک امتیاز بتایا ہے۔ کاش! اس امتیاز کو آپ حضرت مسیح موعود میں ثابت کر دکھاتے۔"

پھر اسی اپنے اعتراض کو ذہن میں رکھتے ہوئے مولوی صاحب تمہید کے صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک بات کو خوب یاد کرو کہ وحی نبوت کے مسدود ہونیکا آخر تک حضرت مسیح موعود کا اعتقاد تھا۔"

مولوی محمد علی صاحب کی تمہید کا یہی خلاصہ ہے۔ لیکن میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ یہ محض بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ اور اس کا رد بھی انہیں الفاظ میں موجود ہے۔ مگر مولوی صاحب جوش مخالفت میں سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے میں ذرا کھول کر بتاتا ہوں۔

ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۴ والے حوالہ میں جس نبوت تامہ کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح توضیح مرام میں پہلے ہی کی جا چکی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"الحدیث یدل علیٰ ان النبوة التامة الحاملة لوحی الشریعة قد انقطعت۔"

(ترجمہ) حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے۔ وہ منقطع ہو چکی۔

ہمارا ایمان ہے کہ یہ نبوت تامہ جسے مسیح موعود نبوت تشریعی لکھتے ہیں ختم ہو چکی۔ لیکن خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں بلکہ آپ ۱۸۸۲ء میں اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے۔ اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے۔ مگر مجدد شریعت موسوی تھے اور یہ اُمت خیر الامم ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ۔ کنتم خیر اُمة اخرجت للناس۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش کر دے۔ (الحکم مجریہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء)

اس ۱۸۸۲ء کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ شریعت موسوی کے ماتحت ہزارہا ایسے نبی ہوئے جو صرف مجدد شریعت موسوی تھے اور یقیناً ان سب کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول ہی کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں ہاں یہ سچ ہے کہ ان نبیوں نے انعام نبوت براہ راست پایا تھا۔ اس لئے اگر انکے متعلق یہ کہا جاوے کہ انہوں نے جبرئیل کے ذریعہ احکام وعقاید دین سیکھے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسول وہی ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا یہ کہ وہ موسوی شریعت کے تابع نہ تھے۔

. . . .

جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مُہر لگ گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہو کہ بے شک رُسول صاحب نبوت تامہ کے لئے تو تصریح قرآنی یہی ہے۔ لیکن نبوت تشریعی کے علاوہ ظلی نبوت بھی ہے۔ جس کے لئے ضروری نہیں کہ تمام احکام وعقاید بذریعہ جبرئیل ہی نازل ہوں۔ اور یہ بھی منع نہیں کہ بطور تجدید بعض احکام شریعت کو اپنر بھی بذریعہ جبرائیل نازل کیا جاوے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وحی کو وحی نبوت بھی لکھا ہے۔ اور اپنی تعلیم کو تعلیم شریعت بھی قرار دیا ہے۔ جسپر چلنا مدار نجات قرار دیا ہے اس لئے مولوی محمد علی صاحب کی تمہید غلط بلکہ اغلط ہے اور یہ محض جھوٹ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی وحی کو وحی نبوة کبھی قرار نہیں دیا۔

مولوی صاحب جس وحی نبوت کے امتیاز کا آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ بیشک وہ تو ختم ہو چکی۔ کیونکہ وحی شریعت اب تا قیامت بند ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ بغیر وحی شریعت مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت کا لانا نبی کے لئے شرط نہیں۔ اور اگر کہو کہ شرط ہے تو بتاؤ وہ رسول جو پے درپے تورات کی حفاظت کے لئے بھیجے گئے۔ کیا وہ کوئی نئی شریعت لائے تھے۔ اور پھر بتاؤ کہ کیا تمہیں مسیح موعود کے اس فرمان کا انکار ہے۔ جو آپ نے صاف فرمایا کہ نبی کے لئے شریعت لانا یا امتی نہ ہونا شرط نہیں ہے۔ ہاں یہ بھی بتاؤ کیا یہ امر حقیقت النبوة میں کھول کر بیان نہیں کیا گیا یا اسے آپ نے پڑھا ہی نہیں۔ اچھا میں آپ کو بتا دیتا ہوں آپ صفحہ ۸۰ - ۱۱۲ تک اب پڑھ لیں۔

اگر با ایں ہمہ آپ کہیں کہ شریعت ضرور ہونی چاہیئے تو سُنو! مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو زنا نہ کرو خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔"

غالباً اب مولوی صاحب کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ اگر اب بھی آپ کہیں کہ یہاں جبرئیل کے آنے کا تو نام نہیں آیا تو میں کہوں گا۔ کہ آپ نے توضیح مرام بھی نہیں پڑھی۔ اور حقیقت النبوة کا صفحہ ۲۹۰ بھی نہیں دیکھا۔

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے [illegible]

مولوی صاحب نے نبوت کا امتیازی نشان یہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی مطیع نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ حکم ان انبیاء کے حق میں تو درست ہے۔ جو صاحب شریعت ہوں ورنہ کیا ہارون موسیٰ کے ماتحت نہ تھے۔ اگرچہ وہ بلاواسطہ نبی تھے۔ بہتر ہو کہ مولوی صاحب حقیقۃ النبوۃ کے صفحات ۲۸۵ - ۲۸۷ کو پھر پڑھ لیں۔ وہاں انکے اعتراض کا جواب مدلل موجود ہے ؛

ازالہ اوہام میں جس وحی نبوت کے بند ہونے کا ذکر ہے وہ اور بات ہے۔ دیکھو اسی عبارت میں نبوت تامہ کا ذکر ہے جسے مسیح موعود نبوت تشریعی قرار دیتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی وحی نبوت جو شریعت جدید لانے والی ہو۔ ختم ہو چکی۔ اور یہ ہمارا ایمان ہے۔ ازالہ اوہام کی ساری بحث صرف مسیح ناصری کے نہ آسکنے پر ہے۔ اور چونکہ وہ امتی نہیں۔ اس لئے اگر وہ خاتم النبیین کے بعد آجاوے تو اس کی وحی براہ راست ہونے کے باعث وحی شریعت جدیدہ کہلائے۔ اور ختم نبوۃ باطل ہو جاوے۔

چنانچہ ازالہ اوہام میں اسی بحث کے ضمن میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :۔

"اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر۔ اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی۔ اور کبھی حضرت جبرائیل اس پر نازل نہیں ہونگے بلکہ وہ بکلّی مسلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لایق ہے ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا فرض کیا جائے اور صاف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لائیں۔ اور پھر چُپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مُہر ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ (ازالہ اوہام ص۵۷۷)

اس حوالہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایک اسرائیلی نبی پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی نہیں۔ صرف اتنا الہام کہ "تو قرآن کی پیروی کر" یہ بھی وحی رسالت ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ممتنع ہے کہ وہ خاتم النبیین کا اُمتی نہیں۔ نتیجہ یہ نکل آیا کہ وحی نبوت براہ راست بند ہے۔ ہاں وحی نبوت باتباع نبی کریم باقی ہے۔ اور تا قیامت باقی ہے۔ اور یہ وحی نبوت اس کثرت سے مسیح موعود پر بذریعہ جبرائیل نازل ہوئی کہ آپ کا نام نبی اور رسول رکھا گیا۔ جیسا کہ قدیم سے مقدر تھا۔ اور یہ امر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور نہ حدیث لانبی بعدی کے خلاف۔ کیونکہ مسیح موعود اور خاتم النبیین میں کوئی مغائرت نہیں بلکہ مسیح موعود کا آنا محمد رسول اللہ ہی کی بعثت ثانی ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے۔ جس کیطرف اشارہ کرتے ہوئے مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ :۔

"واعلم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذلک بعث فی اٰخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود۔

مولوی صاحب ہمیں مسیح موعود کی یہ بات خوب یاد ہے کہ وحی نبوت جو بدون اتباع آنحضرت ہو تا قیامت بند ہے۔ مگر آپ یہ بتائیں کہ مطلق وحی نبوت کے بند ہونے کا آپ کو کہاں سے علم ہوا۔ جو حوالہ آپنے پیش کیا ہے وہ تو آپکے مدعا کو پورا نہیں کرتا۔ آپ غلطی سے یہ سمجھے ہیں کہ وحی نبوت ہوتی ہے۔ جو براہ راست بدون اتباع کسی نبی کے ہو حالانکہ مسیح موعود نے بارہا کھول کھول کر فرمایا کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ براہ راست نبی ہو یا وہ شریعت جدید لاوے۔ مگر آپ ان تمام تصریحات کو چھوڑ کر محض دھوکہ دہی کے لئے لکھتے ہو کہ :۔

"ایک بات کو خوب یاد رکھو کہ وحی نبوت کے مسدود ہونے پر آخر تک حضرت مسیح موعود کا اعتقاد تھا اور میں یہ بات انکی کتابوں سے ثابت کر کے دکھاؤنگا اس وقت آپکی سب سے آخری تقریر کا ایک فقرہ درج کرتا ہوں۔ جو ۲۴۔ مئی ۱۹۰۸ء کے بدر میں چھپ چکی ہے۔ فرمایا "ہمنے ان معنوں میں کوئی دعوی رسالت نہیں کیا۔ جیسا کہ ملّاں لوگ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعوائے ملہم و منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپنے دعوٰی تبدیل بھی کیا یا یہ کہ ۲۴ سال سے جب سے آپکو الہام نبوت ہے۔ ایک ہی دعوے پر آپ قائم رہے

(تمہید ص۲۴)

اس عبارت میں تو مولوی صاحب نے یہودیوں کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ مولوی صاحب نے کیا سوچکر یہ الفاظ لکھے۔ کیا ان کو یہ خیال ہے کہ انکے ساتھی ایسے ہی بیوقوف ہیں کہ وہ اتنی بات بھی نہ سمجھ سکیں گے۔ کہ مسیح موعود نے کس امر کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ "آج کوئی نئی بات نہیں" سچ ہے کہ حق کی مخالفت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ سنئے مولویصاحب حضرت مسیح موعود تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ رسالت کہ جس کو میری طرف منسوب کر کے ملاں لوگ بھڑکا رہے ہیں۔ اس کا دعوی ہمنے نہیں کیا بلکہ ہمیشہ سے میرا دعوائے نبوت ایسا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت ہے، جو ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں ؛

مگر آپنے واقعی اسمیں سے ایک نئی بات بنالی تا لوگ دھوکہ میں پڑ جائیں۔ خدا کے لئے اتنا تو بتاؤ کہ حضرت فضل عمر رض نے کہاں یہ لکھا کہ پہلے تو مسیح موعود شریعت محمدیہ کے تابع نبی تھے۔ لیکن بعد میں یہ دعوے تبدیل ہو گیا۔ بلکہ وہ تو بارہا آپ کو بتاتے ہیں کہ مسیح موعود ظلی نبی ہیں۔ اور ہمیشہ سے آپ کا یہی دعوے تھا۔ پھر آپنے مسیح موعود کے مندرجہ بالا کلمات کو کس غرض سے پیش کیا ؛

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس تقریر میں ۲۴ سال سے ایک ہی دعوے کا ذکر ہے۔ اس لئے آپنے جھٹ لکھ دیا کہ :۔

"کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپنے دعوٰی تبدیل کیا یا یہ کہ ۲۴ سال سے جبسے آپ کو الہام نبوت ہوتی۔ ایک ہی دعوے پر آپ قائم رہے"

مگر کیا آپ کو حقیقت الوحی کی وہ عبارت یاد نہیں۔ جسمیں مسیح موعود نے لکھکر فرمایا ہے کہ تریاق القلوب کے زمانہ تک تو میں اپنے آپ کو ایک محدث نبی یا غیر نبی سمجھتا رہا اور اسی لئے مسیح ناصری پر اپنی فضیلت کو جزوی فضیلت قرار دیتا رہا۔ لیکن خدا کی وحی نے مجھ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو دعویٰ پہلے تھا۔ اس میں تبدیلی واقعہ ہوئی۔ لیکن باوجود اس تبدیلی عقیدہ کے بھی مسیح موعود نے کبھی اتباع شریعت محمدیہ کو نہیں چھوڑا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ ہمارا جو دعویٰ ہے وہ ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں اس موٹی بات کو نہ سمجھتے ہوئے بھی مولوی صاحب بڑے فخر سے آخری کلام کا حوالہ دیکر عیب ڈالنا چاہتے ہیں پھر اسپر طرّہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں :۔

”حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی ایک لفظ میں تطبیق دیکر میں دکھاؤں گا“ (تمہید صہ۲)

مولوی صاحب یہ صریح گپ ہو۔ آپ اس کلام کے اہل نہیں ہیں جیسا کہ ابھی دکھا چکا ہوں اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو اس سوال کا جواب دو کہ ۲۴ سال سے جب سے آپکے الہام نبوت ہوئے۔ ایک ہی دعوے پر قائم رہے“ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ مسیح موعود کا کلام جس سے آپ کو ٹھوکر لگی ہے وہ ۱۹۰۸ء کا ہے۔ اب اس سے ۲۴ سال پہلے ۱۸۸۴ء ہے۔ لیکن ۱۸۸۴ء میں مسیح موعود کا دعویٰ ماموریت تو تھا۔ اور الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی تھا۔ لیکن اس وقت آپنے نہ مہدویت کا دعوےٰ کیا تھا نہ مسیح موعود ہونے کا۔ تو اب آپ کے طرز استدلال کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ۲۴ سال سے دعوےٰ ایک ہی رہا ہے۔ اس لئے آپ مامور من اللہ تو ہیں ہی پر مہدی یا مسیح موعود نہیں۔ اسی طرح ۱۸۸۴ء میں دعویٰ محدثیت بھی نہیں تھا۔ صرف الہامات ایسے موجود تھے۔ جنمیں آپ کو نبی بھی کہا گیا تھا۔ اور محدث بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۴ سال سے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ہونے کا ذکر کیا گیا نہ کہ دعوےٰ نبوت کا۔ کیونکہ دعوےٰ محدثیت بھی ۱۸۹۱ء میں فتح اسلام میں کیا گیا تو کیا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس کا چونکہ ۱۸۸۴ء سے دعویٰ ایک ہی تھا۔ اور کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ صرف مامور من اللہ ہیں نہ کہ محدث یا نبی۔ آہ! مولوی صاحب۔ این ہمیں آور دہ تست بہرحال آپکے اس پیش کردہ حوالہ کا جواب بھی مفصل طور پر حقیقت النبوۃ میں موجود ہے۔ آپ پھر دیکھ لیں۔ کیونکہ آپ نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے جھٹ بڑی تعلی سے بغیر سمجھنے کے ہی تمہید شائع کردی۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ الحق یعلو ولا یعلیٰ اسچی بات ہو۔

تمہید کے صفحہ ۲ پر ازالہ اوہام کی کچھ عبارتیں پیش کرکے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

”جناب میاں صاحب کو نبی اور رسول کے صحیح مفہوم کے جاننے کا بڑا دعویٰ ہے۔ اور دنیا میں اور کوئی شخص توان کے نزدیک اصل مفہوم سے واقف ہی نہیں ہوا۔ کاش کہ وہ اپنی سب سے بڑھی ہوئی فضیلت کا اعلان کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو ایک دفعہ پڑھ جاتے یا واقعات پر ہی غور کرتے۔ انکے نزدیک سوائے مبشرات اور منذرات کے نبوت اور کچھ چیز نہیں یہ بحث اپنے موقعہ پر ہوگی۔ لیکن اسقدر میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں حضرت میاں صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہو اور انکی ساری حقیقۃ النبوۃ بنائے فاسد علیٰ الفاسد کی مصداق ہے“۔

خدا جانے یہ کہاں کی عقل ہے کہ باوجود جاننے اور بتانے جاننے کے کہ نبوۃ کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نے الہامات الٰہیہ کے مطابق تبدیلی کرلی تھی جیسا کہ کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صہ ۵۷ - ۶۳ و ۸۰ و ۱۱۲ پر بالتصریح ذکر ہے پھر بھی متروکہ تعریف کو پیش کرکے بناء فاسد علی الفاسد کا مصداق حقیقت النبوۃ کو ٹھہرایا ہے مولویصاحب حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پڑھنے کی طرف حضرت میاں صاحب فضل عمر کو متوجہ کرتے ہیں اور واقعات پر غور نہ کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ لیکن خود نہ واقعات کو سوچتے ہیں اور نہ مسیح موعود کی کتابوں کو دیکھتے ہیں بلکہ مسئلہ نبوت کے متعلق مسیح موعود کی کتابوں کا نچوڑ جب ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اسے پڑھنے کے بغیر ہی جواب لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔

اگر مسیح موعود کی لکھی ہوئی نبوت کی تشریح دیکھنی ہو تو تجلیات الٰہیہ کا حوالہ پھر دیکھ لیں۔ اور ضمیمہ براہین احمدیہ کا صفحہ ۱۳۸ دیکھ لیں۔ حقیقت الوحی کا صہ ۳۹۰ دیکھ لیں۔ اگر متفرق کتابوں کو دیکھنے میں تکلیف ہو۔ تو حقیقت النبوۃ کے صفحات ۵۷ - ۶۳ و ۸۰ و ۱۱۲ و ۱۵۵ دیکھ لیں۔ یقیناً جو تعریف حضرت فضل عمر نے کی ہے۔ وہی مسیح موعود نے کی ہے۔ اسلئے میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور انکی ساری تمہید کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ :۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

ایک غلطی کا ازالہ

تمہید کے صفحہ ۹ پر مولویصاحب ایک غلطی کے ازالہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ :۔

”اس میں حضرت صاحب کسی اپنے غلط خیال کی تردید نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے غلط خیال کی تردید کر رہے ہیں جو آپکے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتا تھا۔ جس نے آپ کی وہ کتابیں جن میں یہ دعوےٰ مذکور تھا بغور نہیں پڑھی تھیں۔ اور نہ وہ صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکا تھا۔ اور اس نے نبوت کے دعوے کے متعلق ایسا جواب دیا تھا۔ جس سے نتیجہ نکلتا تھا۔ گویا نبی اور رسول کا لفظ آپکے الہامات میں موجود ہی نہیں۔ اور نہ آپ کو کسی قسم کی نبوت اور رسالت کا دعویٰ ہے“

مولوی صاحب یہ تو سچ ہے کہ اس اشتہار کے لکھے جانے کا موجب کوئی آپ کی طرح مجازی نبوت کا قائل ہی ہوا ہے۔ آپکے نزدیک بھی مجازی نبی کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود نبی نہیں وہ بھی ایسا ہی سمجھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے بھی اسی طرح جس طرح خواجہ صاحب نے مولوی عبد الشکور سے جان چھڑانے کے لئے نبوت مسیح موعود سے انکار کردیا ہے۔ نبوۃ مسیح موعود سے انکار کردیا ہوگا۔ کیونکہ لا نبی بعدی کی حدیث آپ کی طرح اس نے بھی کہیں دیکھ لی ہوگی۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اس اشتہار میں مسیح موعود نے آئندہ کے لئے منکران نبوت کا سدباب کرنے کے لئے اپنے دعوے نبوت کی۔ اور واضح تشریح نہ کی ہو بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ پہلو جو محدثیت کا دعوےٰ تھا۔ اس سے بڑھکر اس اشتہار میں ظلی نبوت کا اعلان ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس نبوت کا پہلے کبھی انکار نہیں کیا۔ صرف[1] تشریعی نبوت کا انکار کیا ہے یہ ہا

[1] اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ پہلی کتابوں میں جو جو اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے نہ آنے کے متعلق کئے گئے ہیں وہ سب تشریعی نبوت کے متعلق ہیں اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلی اور بعد کی کتابوں میں تطبیق کی ایک یہ صورت بھی ہوگئی کہ پہلے نبوت تشریعی کے لحاظ سے اپنے نبی ہونے کی نفی کی تھی۔ بعد میں غیر تشریعی نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اس لئے کوئی مخالفت اقوال نہیں۔ منہ

یہ سوال کہ پھر کتابوں کو غور سے نہ پڑھنے اور صحبت میں رہکر تحمیل معلومات نہ کرنے کا ذکر کیوں کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپکی جن تصانیف میں جو کیفیت اپنی نبوت کی بیان کیگئی ہے وہ فی الحقیقت نبوت ہے۔ اور آپ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میری وحی میں نبی اور رسول کہا گیا۔ اس لئے جواب دینے والے کا فرض تھا۔ وہ اس تفصیل کو سائل کے سامنے رکھتا۔ لیکن اس نے بکلی انکار کر دیا۔ اس لئے کتابوں کے مطالعہ کا ذکر کیا گیا اور صحبت میں تحمیل معلومات کا ذکر اس لئے کیا کہ ۱۹۰۰ء کے آخر اور ۱۹۰۱ء کے شروع میں حضرت صاحب کو نبی اور رسول کے الفاظ سے خطبات جمعہ میں یاد کیا گیا ہے۔ اور ضرور اس زمانہ میں آپکے منصب نبوت کا چرچا ہوتا ہو گا۔ اس لئے جو شخص آپ کی صحبت میں نہیں رہا اسے کیونکر معلوم ہوتا کہ مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ لہذا اس امر کا ذکر بھی کیا۔

مولوی محمد علی صاحب غلطی پر ہیں۔ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ کتابوں کا ذکر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس اشتہار میں وہی پہلا عقیدہ ہے جو محدثیت ہے کیونکہ محدثیت اور نبوت کا تو اسی اشتہار میں فرق کر کے دکھایا گیا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جس طرح براہین احمدیہ میں آپکے مسیح موعود ہونے کا ذکر تھا مگر وہ منکشف نہ ہوا تھا۔ اسی طرح آپ کی کتابوں میں دعوے نبوت تو موجود تھا مگر منکشف نہ ہوا تھا۔ کیونکہ کمزوروں کو آہستہ آہستہ مضبوط کرنا الٰہی منشاء تھا ۔

تمہید کے صفحات ۱۱ و ۱۲ پر مولوی محمد علی صاحب نے وحی نبوت کا پھر ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ حضرت صاحب کا منشاء یہ ہے کہ ایسی وحی جو کسی مستقل رسول پر آوے مثلاً مسیح ناصری پر یا ایسی وحی ہو کہ جو احکام جدید لاوے وہ تاقیامت بند ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ لہذا ازالہ اوہام اور ایک غلطی کے ازالہ کی عبارتیں جو وحی شریعت یا وحی نبوت کے متعلق ہیں وہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہیں جیسے کہ میں پہلے تشریح کر چکا ہوں۔ وحی نبوت کے متعلق اسی ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ اگر مسیح ناصری پر ایک دفعہ اتنا بھی الہام ہوا کہ تو قرآن کی پیروی کر تو ختم نبوت باطل ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ بھی وحی شریعت ہے۔ (ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۷ کا ماحصل) اس سے معلوم ہوا کہ کسی ایسے شخص پر اب وحی نہیں آسکتی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے الگ ہو۔ والا وہی وحی اگر مسیح موعود کو ہو جو اُمتی نبی ہے۔ تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے ۔

مولویصاحب فرماتے ہیں کہ ایک غلطی کے ازالہ میں حضرت مسیح موعود ایسی نبوت اور رسالت کا ذکر فرما رہے ہیں جو سب اُمت کو ملسکتی ہے۔ اسی لئے آیت انعمت علیہم کا بھی یہاں ذکر فرمایا ہے۔ اور خود سارے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ فنافی الرسول کا راستہ ساری اُمت کے لئے اس دروازہ کو کھول رہا ہے نہ صرف ایک فرد کے لئے ۔

یہ اعتراض بھی مثل دیگر اعتراضات کے باطل ہے کیونکہ انعمت علیہم اور فنافی الرسول کے یہ معنے نہیں ہیں کہ چونکہ مسیح موعود کو اس ذریعہ سے نبوت ملی ہے۔ اس لئے سب امت کو یہ منصب حاصل ہے کیونکہ اس عجیب منطق کے مطابق تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ آپ کا منصب مسیحیت و مہدویت مخصوصہ بباعث آپکے فنافی الرسول ہونے کے ہے۔ اس لئے تمام امت مسیح موعود بن جانی چاہیئے۔ مولوی صاحب غالباً ہونے اور ہوسکنے میں پورا فرق نہیں سمجھتے۔ نبوت کا دروازہ کھلا ہونا اور شے ہے۔ اور کسی شخص کا نبی ہونا اور شے ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہونے سے یہ مطلب لیا جائے کہ پہلے سب بزرگ نبی تھے۔ تو کل کو کوئی اسی دلیل سے یہ کہدے گا کہ یہ سب مسلمان نبی ہیں کیونکہ آیت انعمت علیہم میں یہ دروازہ سب امت کے لئے کھلا ہے۔ بیشک دروازہ سب امت کے لئے کھلا ہے۔ پھر نبی وہی ہو گا۔ جو اس دروازہ میں داخل ہونے کے قابل ثابت ہو۔ اور وہ صرف مسیح موعود ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ فنافی الرسول کا مرتبہ تو بے شمار اولیاء اللہ نے پایا۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ بھی پایا۔ لیکن نہ اسقدر کہ وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ حکمت الٰہیہ نے ان سب کو اس حد تک پہنچنے سے روک دیا جیسا کہ حقیقۃ النبوۃ کے ص ۲۳۸-۲۴۳ میں بالتشریح بیان کر دیا گیا ہے اس لئے یہ کہنا کہ اس اُمت کے لئے ظلی نبوت کا دروازہ کھلا ہے صحیح ہے۔ لیکن ظلی نبی وہی کہلائے گا جسے خدا تعالیٰ فی الحقیقت ظلی نبی بنائے۔ مسیح موعود سے پہلے کسی کو یہ منصب ملا یا نہیں۔ اس کا جواب خود مسیح موعود ؑ نے بڑے زور سے یہ دیا ہے کہ ہرگز۔ ہرگز کسی کو یہ منصب نہیں ملا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰-۳۹۱) لیکن چونکہ فنافی الرسول کے مختلف مدارج ہیں۔ اور مکالمہ مخاطبہ کے بھی کئی درجے ہیں اس لئے جو لوگ مسیح موعود سے ادنے درجہ پر ہیں وہ ناقص طور پر ظلی نبوت کو پانے والے ہیں اور مسیح موعود فنافی الرسول کے انتہائی مقام کو پہنچ کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بنگیا۔ یہاں تک کہ آپنے فرمایا کہ :-

"من فرق بینی و بین المصطفٰے ما عرفنی وما رأی"

اور مکالمہ مخاطبہ کی اسقدر کثرت ہوئی کہ ہزاریں کی نبوت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے مسیح موعود کامل طور پر ظلی نبی ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح موعود کامل نبی ہیں۔ اور دوسرے ناقص نبی ہیں۔ اس لئے وہ ولی کہلاتے ہیں نہ نبی لیکن بحیثیت مجموعی ہم یہ کہیں گے کہ ظلی نبوت کا دروازہ تاقیامت کھلا ہے یہ ہے اصل حقیقت جسے مسیح موعود نے چشمہ معرفت میں بھی بیان کیا ہے۔ مگر اسے نہ سمجھ کر مولویصاحب بار بار کہے جاتے ہیں کہ دروازہ نبوت ظلی تمام اُمت کے لئے کھلا ہے۔ اس لئے اور بھی نبی ہوئے مگر وہ لفظوں کی ہڈیوں پر منہ مارتے ہیں۔ اور مغز حقیقت کو چھوڑتے ہیں۔ بہتر ہو مولویصاحب حقیقۃ النبوت کے صفحات ۱۵۲-۱۵۳ کو پھر پڑھیں۔ اور ساتھ ہی ص ۲۳۸-۲۴۳ کو بھی مدنظر رکھیں ۔

تمہید کے صفحہ ۱۵ پر مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود پر خطرناک خُبث سے پُر الفاظ بولنے کے بعد سوال کرتے ہیں کہ :-

"کیا ساری دنیا میں کسی اور نبی کا پتہ بھی بتا سکتے ہو کہ جسکو خدا کہتا رہے کہ تو نبی ہے۔ اور ۱۵ سال تک یہی کہتا چلا جاوے کہ میں نبی نہیں"

اس سوال کا جواب بھی تمام دوسرے سوالوں کی طرح بار بار دیا جا چکا ہے۔ چنانچہ آپ حقیقۃ النبوت کے ص ۱۱۹-۱۲۱-۱۴۲ کو پھر مطالعہ فرما دیں۔ لیکن کیا آپ ایک ہمارے سوال کا جواب بھی دینگے جو یہ ہے کہ :-

کیا دنیا میں کوئی ایسی نظیر بھی ہے کہ ایک شخص کو نبی کہا گیا ہو۔ رسول کہا گیا ہو۔ نہ ایک بار بلکہ صدہا مرتبہ اور اس

کے انکار کے باعث تمام دنیا پر عذاب شدید آیا ہو۔ اور اس کے نشانات اس کثرت سے ہوں کہ ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں پھر وہ شخص نبی نہ ہو اسی طرح ہمارے اس سوال کا بھی جواب دیں کہ کیا اس کی نظیر ملتی ہے کہ ایک شخص کو بارہ سال تک الہام ہوتا رہے۔ کہ تجھے ہم فلاں عہدہ دیتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی تاویل کرتا رہے۔

مولوی صاحب دل میں خوش ہونگے کہ دیکھو میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے اُلٹا مجھ پر ہی سوال کر دیا ہے مگر مولوی صاحب کی یہ خوشی بھی جھوٹی ہے۔ کیونکہ حقیقۃ النبوۃ میں مکمل بحث موجود ہے۔ ہاں مولوی صاحب کو اتنا بتا دیتا ہوں کہ چونکہ پہلے انبیاء کے راستہ میں ختم نبوت کی روک نہ تھی۔ اور اسوقت معیار نبوت بھی اتنا اعلےٰ اور ارفع نہ تھا کہ جسقدر خاتم النبیین کے آجانے سے ہو گیا۔ اس لئے انمیں سے شاید ایسی نظیر نہ ملے۔ گو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ فی الحقیقت ایسی نظیر موجود ہو۔ لیکن بسبب ان انبیاء کی زندگیوں کے مفصل حالات کے نہ معلوم ہونے کے ہم مطلق مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر قرآن کریم کے بعض مقامات سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت انبیاء ہے کہ وہ اپنے دعوے میں جلدی نہیں کرتے۔ منکران نبوت مسیح موعود تو قائل ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نبوت تھی۔ اس لئے ہم انکی کلام سے تو اس سنت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فتوح الغیب کے مقالہ ہفتم میں آپ لکھتے ہیں کہ :۔

"اور اپنے نفس سے خواہ حال ہو یا قال کسی امر کو نسبت نہ دے۔ اور کسی بات کا دعوےٰ نہ کر۔ اور اگر کوئی حال بھی عطا ہو۔ اور کوئی درجہ بھی ملے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں تغیر و تبدل بھی ہے۔ ممکن ہے اس درجہ سے کہ جس کو تو نے لوگوں سے کہا ہے بدل دیا جاوے اور اس وقت تجھ کو ان لوگوں کے سامنے جن سے تو نے کہا ہے۔ ناحق شرمندگی ہو۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اپنے ہی میں ضبط کرے۔ اور دوسروں کو اطلاع نہ دے۔ اور اگر اس درجے سے بدلے نہیں۔ اور اس کو ثبات و بقا ہو تو اس کو بخشش الٰہی سمجھنا چاہیئے"۔

چونکہ مسیح موعود ولی بھی ہیں۔ اور نبی بھی۔ اس لئے بحیثیت ایک ولی کے اگر آپ نے انتظار کیا۔ خدا کے حکم صریح کا تو منہاج ولایت کی رُو سے یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں۔ جب آپکو اپنے درجے پر ثبات و بقا کا علم ہو گیا تو اس کو بخشش الٰہی سمجھ کر اس کا اعلان کر دیا۔ اور یہ بات کچھ ولیوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ انبیاء کا بھی یہی طریق ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر میں لکھکر بیان کیا ہے۔ کیوں مولوی صاحب اب تو آپکی تسلی ہو گئی ہوگی کیونکہ آپکے نزدیک مسیح موعود کا کلام تو بے اعتبار ہے اور پہلے اولیاء کا کلام مستند ہے ؏

تمہید کے صفحہ ۱۶ پر مولویصاحب پھر لکھتے ہیں کہ :۔

"کیا حکم ایسے ہی ہوا کرتے ہیں جو پہلے اپنے ہی دعوے کا فیصلہ نہ کر سکیں۔ اور پندرہ سال تک غلط فیصلہ پر اڑے رہیں۔ اور اس کی حمایت بڑے زور سے کرتے ہیں۔ اور سچ تو وہ ہو جو ان کے مخالف کہیں۔ کیونکہ مخالف تو کہتے تھے کہ مسیح موعود حقیقی اور کامل نبی اللہ ہونا چاہیئے۔ مگر حکم آکر فیصلہ دے کہ نہیں"۔

مولوی صاحب یہاں بھی آپ نے مغالطہ ہی دیا ہے جس کا ازالہ میں پہلے کر چکا ہوں۔ یہ محض غلط ہے کہ مسیح موعود کے کامل اور حقیقی نبی اللہ ماننے میں راستی پر ہوں وہ تو مسیح ناصری کے آنے کے قایل ہیں۔ جس کی نبوت براہ راست ہے۔ اسلئے حکم موعود نے ۱۵ سال نہیں۔ بلکہ تمام عمر اس عقیدہ کو جھوٹا بتایا۔ اور یقیناً یہ عقیدہ جھوٹا ہے۔ پس آپ کا اعتراض باطل ہی نہیں۔ بلکہ ایک دھوکہ ہے۔ جس کے پاش پاش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ کافی ہے ؏

"اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دعوے سے ایک زمانہ دراز پہلے یہ لطیف معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا تم خود گواہ ہو کہ اس وقت اور اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اسطرح پر عیسےٰ مسیح بنایا جاؤں گا بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور جو قرآن شریف کی آئتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آئتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا۔ اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا۔ اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور میری آنکھیں اسوقت تک بالکل بند رہیں۔ جب تک کہ خدا نے بار بار مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا۔ اس زمانہ اور اس اُمت کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۸۴ـ۸۵)

چونکہ مولوی صاحب کو بار بار ۱۵ سالہ اجتہاد پر اعتراض ہے اس لئے ایک اور نہایت ہی بیّن اور فیصلہ کن کلام مسیح موعود بلا خوف طوالت درج کر دیتا ہوں۔ سُنیئے :۔

"اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔ جس کو بعض مولویصاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے۔ الہامی غلطی نہیں۔ میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔ مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے۔ مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالےٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے مسیح موعود کے تمام

صفات مجھ میں قائم کئے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی۔ جو میں باوجود اُن الہامی تصریحات کے اُن الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پا سکا۔ اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالف تھا۔ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری بریت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے۔ جنمیں واقعی طور پر مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا تھا۔ تو میں اپنے بیان میں اُن الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا۔ اُن الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ صریح نقیض پڑا ہُوا ہے جس سے ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے مُبّرا اور منزہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک دعوے سے الہامی عبارت لکھ کر اُس دعوے کی تمہید قائم کرے۔ اور پھر سالہا سال کے بعد ایسا دعوےٰ کرے۔ جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے ایسا باریک مکر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے افتراؤں میں اسقدر مہلت دیسکتا ہے "

(ایام الصلح صفحہ ۴۱-۴۲)

مولوی صاحب ایام الصلح کی اس عبارت سے ۱۲ سال تک مسیح موعود کے اپنے منصب کو نہ سمجھ سکنے کا ثبوت ملتا ہے حالانکہ وحی اُلہی میں آپ کو مسیح موعود کا خطاب دیا گیا۔ اور یہ امر آپ کی دیانتداری اور صادق القول اور راست باز ہونے پر ایک حجت نیرہ ہے۔ لیکن افسوس آپکے نزدیک ۱۵ سال تک ایسی ہی سیدھی بلکہ ادق بات کو نہ سمجھ سکنے سے مسیح موعود انسانیت سے بھی گر جاتا ہے۔ (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ) اور نعوذ باللہ یہ بات آپکے نزدیک مسیح موعود کے بلید اور کند ذہن ہونے کی دلیل ہے۔ ہم تو ایسے کلمات کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور ایسے معترض کے لئے مسیح موعود کا شعر پڑھ دیتے ہیں ؎

اے مردہ دل بکوش پئے ہجو اہل دیں
جہل و قصور تست نہ فہمی کلام شاں

تمہید کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:۔

"جناب میاں صاحب نے حقیقی نبی کے معنے حضرت صاحب کی تحریروں میں صرف صاحب شریعت نبی کے لئے ہیں۔ اور اس معنے پر حقیقت النبوۃ کی بنیاد رکھی ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ سراج منیر میں صفحہ ۳ پر حضرت صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کو صاف الفاظ میں حقیقی نبی لکھا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کی اصطلاح کی رُو سے انہیں مجازی نبی کہنا چاہیئے "

یہ اعتراض بھی مثل دیگر اعتراضات کے ایک دھوکہ ہے کیونکہ حقیقی نبی کے معنے صرف صاحب شریعت نہیں لکھا بلکہ صفحہ ۱۵۹ پر یہ الفاظ موجود ہیں۔

"غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے۔ اور اس پاک چشمہ سے جُدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے"

ان الفاظ سے حقیقی نبوت کے معنے براہ راست نبی ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے سراج منیر میں مسیح ناصری کو جو براہ راست نبی ہے حقیقی نبی لکھا حقیقت النبوۃ کی غلطی کو یا حضرت فضل عمر کی عدم واقفیت کو نہیں بتلاتا۔ بلکہ آپکی دھوکہ دہی کے کھولنے کا ایک ذریعہ ہُوا ہے ؛

تمہید کے صفحہ ۲۳ پر مولویصاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"ان کو کامل نبی مان کر بھی تم ان کو مرتبہ اس سے زیادہ کوئی نہیں دیتے ہو جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبوت مان کر دیتے ہیں انکے الہامات کو جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو اسی حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ عملاً ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں × × × اگر کوئی فرق پڑتا ہے تو صرف اسقدر کہ تم انہیں کامل نبی کہہ کر ان نبیوں میں داخل کرنا چاہتے ہو۔ جن کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے "

مولوی صاحب آپ جزئی نبوت کے معنے مجازی نبوت بارہا لکھتے ہیں۔ اور یہ آپ اپنی ایک غلطی کے اظہار میں لکھ چکے ہیں کہ مجازی نبی درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ جسطرح آدمی کو مجازاً شیر کہہ دیں تو وہ شیر نہیں بن جاتا۔ اسی طرح مجازی نبی نبی نہیں ہوتا۔ پس آپنے کہاں مسیح موعود کے اس مرتبہ کا اقرار کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو دیا۔ پھر الہامات کو آپ کہاں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اگر الہامات کو آپ حجت تسلیم کرتے تو آپ نبوت کا انکار کیوں کرتے۔ مسیح موعود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحی نے بارش کی طرح نازل ہو کر مجھے نبی کا خطاب دیا۔ لیکن آپ اسے ایک ایسا خطاب مانتے ہیں۔ جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیا یہی الہامات کا ماننا ہے۔ عملاً تو آپ منکر ہیں ؛

چونکہ آج کل غیر احمدیوں کے ساتھ آپکا تعلق ہے۔ اس لئے آپ کو انکی حمایت نے مسیح موعود کی نبوت کا منکر ٹھہرا دیا ہے کیونکہ یہ کہنا کہ مسیح موعود نبی تو ہے پر وہ انبیاء میں داخل نہیں یا ان کے منکر بلاواسطہ یا بالواسطہ کافر نہیں یا دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اس کا یہی منشاء ہے کہ وہ انعام نبوت پانے میں انبیائے سابقین سے ادنےٰ ہے یا یہ کہ وہ نبی نہیں اور ہم اس پوزیشن کو ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتے مسیح موعود یقیناً ویسا ہی نبی ہے۔ جیسے کہ انبیائے سابقین تھے۔ فرق صرف ذریعہ حصول نبوت میں ہے وہ براہ راست نبی تھے یہ بہ برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ لیکن آپکی برکت سے مسیح موعود انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک اولوالعزم نبی مسیح ناصری پر بحیثیت نبوت فوقیت لے گیا۔ اس لئے آپ کے منکر شراً ان یہود سے بدتر ہیں جو مسیح ناصری کے منکر تھے اسی وجہ سے مسیح موعود کے الہامات میں آپکے منکروں کو یہود و نصاریٰ ٹھیرایا گیا ہے (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸) اور اپنے منکروں کو بلعم سے بدتر ٹھیرایا ہے۔ سنو! آپ فرماتے ہیں کہ:۔

نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم آن نادان
کہ جنگ او بکلیم حق از ہوا باشد

آپکا غیر احمدی لوگوں کی خاطر یہ لکھنا کہ وہ مسیح موعود کے انکار سے خارج از اسلام نہیں ہو سکتے۔ کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جبکہ وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ جیسے کہ عبدالحکیم پٹیالوی کو آپنے لکھا تھا کہ مجھے خدا تعالےٰ نے بتایا ہے کہ ہر شخص جسے میری دعوت پہنچی۔ اور اسنے اسے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس پر اس نے تو لکھ دیا کہ بے شک وہ لوگ کافر ہیں۔ لیکن جن کو دعوت نہیں پہنچی۔ ان کو آپ کافر نہ کہیں۔ تو مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰ پر صاف لکھ دیا کہ:۔

"اس میں شک نہیں کہ × × × جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہُوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے

(جنکی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے پکارتے ہیں"

چونکہ مولوی صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام ایسا وسیع ہے کہ جس نے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہدیا۔ پھر وہ چاہے ہزار دفعہ کہے کہ میں تو اس لا الہ الا اللہ کو نہیں مانتا۔ لیکن یہ لا الہ الا اللہ کچھ ایسا چمٹ جاتا ہے کہ اب وہ دائرہ اسلام سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ بھی اگر وہ مسیح موعود کے منکروں کو دائرہ اسلام میں رکھیں۔ تو اپنی اصطلاح کے مطابق وہ سچ کہتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب جسطرح مومن کو کافر کہنے سے کفر کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح جنہیں اللہ کافر کہے۔ انہیں مومن کہنا بھی کفر ہے۔ آپ حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۶۵ کا حاشیہ غور سے پڑھ لیں۔ اگر آپ مسیح موعود کو فی الحقیقت سچا مانتے ہیں۔ تو کافروں کو مومن کہنے سے بھی ویسا ہی احتراز کریں۔ جیسا مسلمانوں کو کافر کہنے سے بچنا چاہیئے۔ ورنہ ہم یہ کہیں گے کہ آپ اپنے نفس کے فتووں کے پابند ہیں نہ کہ مسیح موعود کے حکموں کے ۔

مسیح موعود نے اپنے منکروں کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"اسی زمانہ کے بارے میں جو میرا زمانہ ہے خداتعالیٰ قرآن شریف میں خبر دیتا ہے × × × × تب انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھچا آئیگا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم ص۸۳)

مولوی صاحب وہ شقی ازلی جو دوزخ کے بھرنے کے لئے ہیں۔ کیا آپکے نزدیک مسلمان ہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر کافر کون ہے۔ کیوں صاف لفظوں میں مسیح موعود کا انکار کر کے عبدالحکیم کی طرح غیر احمدیوں میں آپ مل نہیں جاتے احمدیوں میں اب آپکی کوئی عزت و وقعت نہیں رہی۔ اور اگر یہ عقائد آپ مسیح موعود کے سامنے پیش کرتے تو وہ آپ کو یقیناً احمدیت سے خارج کر دیتے ۔

تمہید کے صفحہ ۲۳ حاشیہ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

فضیلت کے جو نبوت کاملہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ بالکل غیر متعلق امر ہے یہ فضیلت یا ہمسری کا دعوے ۱۹۰۲ء سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے۔ ازالہ اوہام کے الہامی قصیدے میں ہے۔

غیوری خدا بسر تن کرد ہمسرم

"اور سراج منیر میں جو مئی ۱۸۹۷ء کو شائع شدہ ہے صفحہ ۴ پر مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے۔ ھو افضل من بعض الانبیاء۔ حالانکہ اس وقت تو اپنے آپ کو جزئی نبی مانتے تھے۔"

اسجگہ تو مولوی صاحب آپنے ہمارے لئے نیک ظنی کا کوئی پہلو چھوڑا ہی نہیں۔ کیونکہ حقیقت النبوۃ میں اس مسئلہ کو ایسا واضح کیا گیا ہے کہ کوئی شک کی گنجائش نہیں رہی چنانچہ آپ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۳ و ۵ کو پھر پڑھ لیں۔ وہی کافی ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ سراج منیر جو مسیح موعود نے ھو افضل من بعض الانبیاء کا ذکر کیا ہے تو وہ ابن سیرین کا قول نقل کیا ہے۔ جس سے وہاں جزوی فضیلت مراد لی ہے نہ کلی۔ چنانچہ اصل الفاظ درج ذیل ہیں:۔

اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پس اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنےٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے۔ اس لئے کفر سمجھتے ہو ابن سیرین کو کیا کہو گے جو کہہ گیا۔ ھو افضل من بعض الانبیاء۔ × × × میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں۔ مگر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔"

مولوی صاحب یہاں تو مسیح موعود جزوی فضیلت کا ذکر کرتے ہیں۔ پر آپ محض دھوکہ دینے کے لئے فضیلت کلی کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ مجھے اس پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہر عقلمند خود سمجھ لیگا۔ ہاں آپنے جواب سے عاجز ہو کر اس بحث کو بے تعلق قرار دیا ہے

ورنہ یہ ایک ہی مسئلہ ایسا ہے جو تمام تنازعوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ آپ حقیقت الوحی یا حقیقت النبوۃ کو خوب غور سے مطالعہ کریں۔ اگر نیک نیتی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ تو آپ پر حق کھل جائے گا۔ ورنہ آپکی قسمت ۔

بجز فضل خداوندی چہ درمانے ضلالت را
چہ شود از رہبر کامل تہی دستان قسمت را

عمرالدین احمدی - قادیان دارالامان
(۱۵ - مارچ ۱۹۱۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا اسلام میں ایک ہی نبی ہے؟

اسلام کا نبی اور رسول نہ ایک ہے نہ صرف دو۔ بلکہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور انہیں سے ایک کا انکار بھی نجات ابدی سے محروم کر دیتا ہے۔ کلمہ جو ہم پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو اس میں بقول حضرت خلیفۃ اول تمام ماموران الٰہی پر ایمان کا اقرار آ جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ پہلے انبیاء کو ہم نے انبیاء مانا۔ تو آپ کی مہر کی تصدیق سے ورنہ انکے حالات انکے معجزات انکے اصل دعاوی اور دلائل سب قصوں کے رنگ میں ہو گئے۔ اور اب ذاتی طور پر اپنے اندر ایسا ثبوت نہیں رکھتے کہ ہم پر ان کے دعوے کی صداقت براہ راست کھل جائے۔ بلکہ وہ سب کے سب اپنی نبوت کے ثبوت میں محتاج ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر کے۔ اسی طرح جو راستباز مامور اور ایک نبی حسب حدیث صحیح مسلم و حدیث لیس بینی و بینہ نبیؐ امت محمدیہ میں مبعوث ہونیوالا تھا وہ بھی اپنی نبوت کے لئے حضرت خاتم الانبیاء کی تصدیقی مہر کا محتاج ہے پس نظر برین وجوہات لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہدینے سے پہلے (بما انزل الیک وما انزل من قبلک) اور پچھلے (وبالاخرۃ ھم یوقنون) تمام

انبیاء کا احترام اس میں آجاتا ہے۔ جو سچے دل سے کلمہ پڑھتا ہے وہ لازمی طور پر اس زمانے کی ضرورت کے نبی پر بھی ایمان لاتا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ پر وہ شخص ایمان نہیں لایا۔ جو آپ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتا۔ اور وہ شخص خاتم الانبیاء نہیں مانتا۔ جو آپ کے کمال فی الافاضہ کا قائل نہیں۔ اور جو آپ کے فیض اتباع سے بعض افراد یعنی ایک کامل و اکمل فرد اُمت محمدیہ کو منصب نبوت پر فائز نہیں مانتا۔ اور اس کے یہ معنے نہیں کہ نبی کریم بالاصالت کسی کو نبی بناتے ہیں۔ نبوت و رسالت موہبت الٰہی ہے۔ اور یہ موہبت اب محمد رسول اللہ کی غلامی میں رکھ دی گئی ہے یعنے خدا تعالیٰ نے قانون بنا دیا ہے کہ جو حضرت محمد رسول اللہ کی اتباع میں ایسا فنا ہو جائے۔ کہ آپ کے کمالات اور فضائل کو کلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے۔ یہاں تک کہ تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی اس کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہو جائیں۔ تو وہ نبی ہو جاتا ہے۔ اور اُسے ظلّی طور پر نبوت پانا کہتے ہیں۔ یہ نبوت اس حقیقت کے مقابل میں تو مجازی ہے مگر فی حد ذاتہ اس نبوت اور اگلی نبوتوں میں کچھ فرق نہیں کیونکہ مسیح موعود نے لکھا ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔ پس اگر خاص خاص صفات میں نبی کریم کا ظل ہونے سے پہلے انبیاء کی نبوت مجازی یا نقلی نبوت نہیں ہوگئی بلکہ حقیقی نبوت ہی تو کل صفات میں نبی کریم کا ظل ہونے سے مسیح موعود کی نبوۃ بھی نقلی نبوت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فی الواقعہ نبوت کہلائے گی۔ اور یہاں برقی پنکھوں کی مثال بھی صحیح نہیں کہ جیسے ایک کوٹھی کے سازو سامان سے غلام اور آقا دونو متمتع[1] ہوتے ہیں مگر غلام آقا نہیں بن جاتا۔ کیونکہ موجودہ صورت میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ آقا بنفسہ موجود نہیں۔ پھر بھی برقی پنکھے چل رہے ہیں خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ پس یہ وہ غلام ہے جسے آقا کے کمالات و فضائل کا ہمرنگ بنا کر آقا کی مسند پر بٹھا دیا گیا ہے۔ تا اس کا کام چلائے۔ اور واقعات بتاتے ہیں

[1] اسکی مثال حضرت جبرائیل کا نزول ہے جیسے بعض صحابہ نے بھی دیکھا۔ دیکھو مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ۱۲۔

کہ اس کمال کا کوئی غلام اس سے پہلے نہیں ہوا۔ جو تمام جہان کے لئے مبعوث ہوتا۔ کیونکہ ایک ہی بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ موعود تھا۔ اور ایک ہی رجل من ابناء فارس تھا۔ جو آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مزکی و معلم اور آیات پڑھ کر سنانے والا رسول تھا۔ اور جس کے اصحاب بلا کسی فرق کے پہلے اصحاب کی جماعت میں شامل ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے جدا نہیں۔ بلکہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ بندہ بیشک خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ محال عقلی ہے مگر بندہ رسول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ بھی بشر تھے۔ اور نبی کریمؐ کے علاوہ اور بندے بھی رسول ہوئے ہیں۔ موتی لبے شک واپس نہیں آسکتے مگر ان کی خو بو رکھنے والے انکی صفات کے مظہر اتم ضرور آسکتے ہیں۔ مسیح موعود محمدؐ تھے۔ اور یہ سچ ہے کہ وہی محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) نہ تھے۔ جو مکہ معظمہ میں مبعوث ہوئے۔ اور مدینہ منورہ میں فوت اور اس لحاظ سے یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ حقیقی طور پر محمد نہ تھے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسیح موعود محمدؐ اور احمدؐ سے مسمی ہو کر جو نبی بنے۔ تو یہ نبوت بھی مجازی ہے۔ یعنی فی الواقعہ نبوت نہیں۔ کیونکہ ہم کسی کو مثلاً حاتم طائی کہتے ہیں۔ تو بیشک اس سے وہ حاتم طائی نہیں بن جاتا۔ جو فوت ہو چکا ہے۔ مگر اس سے یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ یہ شخص سخی بھی نہیں۔ اور اگر سخی ہے تو مجازی طور پر۔ اسی طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب وہ مسیح بن مریم تو نہیں تھے جو وفات پاکر کشمیر میں دفن ہو چکا۔ مگر باوجود اس کے آپ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم کے صحیح مصداق تھے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ چونکہ آپ حقیقی طور پر بن مریم نہیں تھے۔ اس لئے حقیقی طور پر مسیح بھی نہیں۔ اور آپ کی مسیحائی صرف مجازی تھی۔ یعنی فی الواقعہ مسیحائی نہیں تھی۔ اس طرح پر تو پھر مسیح موعود کی وحی بھی مجازی وحی کہلائے گی۔ جس کے معنے منکران نبوت کے نزدیک ہیں کہ وہ وحی فی الواقعہ وحی نہیں۔ نقلی وحی ہے حضرۃ اقدس نے جو حقیقت محمدیہ کا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت محمدیہ کا کسی وجود میں جلوہ گر ہونا کیا ہے۔ یہی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فضائل کلی طور پر اس کے اندر آگئے۔ اور وہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ پر پہنچ گیا۔ پس اس کے ساتھ جو نبوت ہوگی وہ بھی فی الواقعہ نبوت ہوگی۔ حضرت محمد مصطفےٰ کو ماننے کے بھی یہی معنے ہیں کہ ہم ان کمالات اور فضائل پر ایمان لاتے ہیں۔ جو اس عرب میں پیدا ہونیوالے مبارک وجود میں تھے۔ پس اب بھی وہ کمالات اور فضائل جس وجود میں ہوں گے۔ اسپر ایمان فرض ہوگا نہ حضرت مرزا صاحب پر بلحاظ مغل ہونے یا قادیان کا رہنے والا ہونے کے ایمان تھا نہ حضرت محمد رسول اللہ پر اس پہلو سے بلکہ پہلے بھی حقیقت محمدیہ پر ایمان تھا۔ اور اب بھی اسی حقیقت محمدیہ پر۔ یعنے ان کمالات و فضائل پر جن کے ساتھ نبوت لازم و ملزوم ہے۔ پس یہ نبوت حقیقی یعنے فی الواقعہ ہے نہ کہ مجازی یعنے نقلی او برائے نام ÷

آزاد مسیحائی اور ہم

۱۱۔ اپریل کے ہمدرد میں جو محب مخلص قاضی فضل کریم صاحب کی عنایت سے آج ۱۷۔ اپریل کو مجھے ملا ہے۔ جناب آزاد سبحانی کا ایک مضمون چھپا ہے جو خواجہ کمال الدین صاحب کی تائید میں ہے۔ چونکہ اس میں ہمارا ذکر بھی ہے۔ اس لئے اس کا ایک حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :۔

"ایک بڑا سوال اختلاف عقاید کا ہے کہا جاتا ہے کہ خواجہ قادیانی ہیں۔ ممکن ہے کہ پہلے وہ کبھی قادیانی رہے ہوں۔ مگر جب سے انہوں نے اشاعت اسلام فی الغرب کا کام ہاتھ میں لیا ہے۔ کم از کم اس وقت سے تو وہ قادیانی نہیں ہیں۔ لاہوری ہیں۔ شاید آپ کو معلوم ہو کہ لاہوری جماعت جس کی امامت کا فخر مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز اور خواجہ صاحب[1] کو حاصل ہے وہ جمہور اسلام سے قریب آگئی ہے اور اس میں اور عام مسلمانوں میں

[1] کیا دونوں امام ہیں ؟

اب اتنا فرق نہیں رہگیا ہے کہ دونوں کسی کام کے لئے ایک جگہ نہ کھڑے ہو سکیں۔ یہ جماعت مرزا غلام احمدؐ صاحب مرحوم کی نسبت ادعائے نبوت سے قطعاً منکر ہے ۔ صرف مجددیت کی مدعی ہے ۔ عام اہل اسلام کو مسلمان سمجھتی ہے ۔ قادیانیوں کی طرح کافر نہیں سمجھتی ۔ باقی جن مسائل میں اختلاف ہے وہ کیسقدر اہم کیوں نہ ہو مگر نہ ایسے مسائل نہیں ہیں جو انکو اسلام کے وسیع حلقہ میں داخل ہونے سے باز رکھتے ہوں × × × × × × × مجھ کو سب سے زیادہ شکایت اسبارہ میں خود خواجہ صاحب کے برادران طریقت سے کرنی ہے ۔ افسوس تعصب اور عناد کی وہ پرانی شکایت جو حضرات قادیانی کو غیر قادیانیوں سے برابر چلی آتی رہی ہے ۔ اور جس کے اظہار میں نہایت بے باکی اور طلاقت سے ہمیشہ کام لیا جاتا رہا ہے ۔ آج اسی مکروہ شکایت کا مورد انہوں نے خود اپنے کو بنا رکھا ہے انصاف یہ ہے کہ موجودہ واقعات نے صاف روشن کر دیا ہے کہ مدعیان روشن خیالی و وسیع القلبی (حضرات قادیانی) جمہور مسلمانان سے تحمل و خیر اندیشی میں بدرجہا پیچھے ہیں ۔ ع

پھر ذرا صبر جو کرتے ہیں تو وہم کرتے ہیں انکو مُردہ ایمان مسلمانوں سے تازہ ایمانی و اخلاص کا سبق لینا چاہیئے کہ کس طرح یہ بیچارے فقط اسلام کے خیر و فلاح کی امید پر ایک غیر جماعت کے کام کرنے والے کا جوش و محبت سے ساتھ دے رہے ہیں اور ذرا پروا نہیں کرتے کہ ایک احمدی شخص کے ہاتھ میں عنان کار ہونے سے معنوی طور پر اس کی خاص جماعت کا اثر کتنا پڑ جائے گا ۔ خواہ وہ زبان سے اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہے اس کے بالمقابل کتنا دردناک منظر ہے ۔ اس تنگدلی تعصب و الحاد کا جو جماعت قادیانی کی کوششوں کر ہم کو دکھائی دے رہا ہے کہ اپنی ہی جماعت کے ایک گروہ کے ساتھ خفیف سے اختلاف کے نتیجہ میں وہ ستمگاریاں کی جا رہی ہیں کہ اللہ تیری پناہ ۔ عام مسلمان تو کہتے ہیں کہ اسلام پھیلے ۔ خواہ قادیانی ہی رنگ میں سہی ۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ قادیانیت ترقی کرے ۔ خواہ اسلام چند قدم پیچھے ہی ہٹ جائے ۔" فقط ❊

خواجہ صاحب کو جو سرٹیفکیٹ ملا ہے ۔ اسپر تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے ۔ شاید ان کے لئے یہ خوشی کی بات ہو کہ اُن کا امام تو اسلام سے دور اور مفتری و کافر ہی رہے ۔ مگر خود وہ ترقی کرتے کرتے عام مسلمانوں سے بہت قریب ہوگئے ہیں اور عجب نہیں کہ اسی سال کے اندر اندر مع اپنے دوستوں کے اسلام بھی قبول کرلیں ۔ البتہ اپنی نسبت کچھ عرض کرنا ہے کہ ہم قادیانی نہیں ۔ کیونکہ ہم میں سے اکثر تو قادیان کے رہنے والے ہی نہیں ۔ دوم قادیان میں آریہ ہندو بھی رہتے ہیں ۔ پس قادیانی کہنے سے ہمارا مذہب ظاہر نہیں ہوتا ۔ بلکہ اس کی نسبت زیادہ غلط فہمی کا احتمال ہے ۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہمیں اس نام سے پکارنا بھی پسند نہیں کرتا جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہ وسیع القلب اور روشن خیال بنتا ہے ۔ اور ہمیں تنگ خیال اور تنگدل[1] کہتا ہے ۔ محض اس لئے کہ ہم اپنے اسلام کے لئے غیور ہیں ۔ ان لوگوں کی نظر میں تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ بڑے تنگ خیال ہونگے جنھوں نے مدار نجات اپنے پر ایمان لانا بتایا ۔ اور اعلان فرمایا کہ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ۔ پھر ان کے نزدیک حضرت ابوبکر بڑے تنگ خیال اور تنگ دل ہوں گے ۔ جنھوں نے تمام ان فرقہائے اسلامی سے جنگ کی ٹھان لی ۔ جو اور تو سب کچھ مانتے اور غیر قوموں میں اسلام پھیلانے کے لئے اپنی جانیں دینے کو بھی حاضر تھے ۔ مگر صرف صدقات کا روپیہ خلیفہ وقت کے پاس جمع کرنے سے انکار کرتے تھے ۔ اونٹ باندھنے کی رسّی نہ دینے کی وجہ سے انہوں کو جنگ کا اعلان دیدیا ۔ آزاد سبحانی جیسے وسیع الخیال بزرگوں کے نزدیک فی الواقعہ بڑی تنگدلی ہوگی ۔ پھر انکے نزدیک حضرت علی اور حضرت معاویہ بڑے تنگ خیال اور تنگدل ہونگے جو ایک معمولی امر خلافت پر باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یکساں ایمان رکھنے کے لڑے اور طرفین سے مؤمنوں کی کتنی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں ۔ اس خفیف سے اختلاف پر جو ستمگاریاں ہوئیں اسپر بھی آزاد سبحانی جیسے وسیع القلب اللہ تیری پناہ ہی پڑھتے ہونگے کیونکہ صحابہ کرامؓ نے تحمل اور خیر اندیشی کی مثال نہ دکھائی ❊

آزاد سبحانی کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ تعصب اور عناد کی یہ مثال اگر ہمنے دکھائی ہے ۔ تو ان مقدس وجودوں نے بھی دکھائی اور یقیناً دکھائی جو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ پا چکے ہیں ۔ اور بغیر اس کے کوئی قوم ترقی ہی نہیں کر سکتی کیونکہ جس قوم میں عصبیت نہیں جو خطوات الشیطن پر چلنے والوں اور تفرقہ اندازوں کے کام سے عناد نہ رکھے وہ آخر تنزل پائے گی ۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر مدعیان اسلام فی الواقعہ مسلمان ہوتے تو خدا اپنے برگزیدہ رسول کو مبعوث فرما کر ایک الگ جماعت تیار نہ کرتا ۔ اور اگر غیر احمدی بھی اشاعت اسلام کے اہل ہوتے تو آج تک ہم کوئی نمونہ دیکھتے ۔ خواجہ صاحب کا کام جو ابتداء میں چل نکلا تو محض اسلئے کہ انہوں نے وہ فلسفہ اسلام پیش کیا ۔ جو مسیح موعود لایا اور اب بھی جو کامیاب ہونا چاہے وہ اسی ذریعہ سے کامیاب ہو سکتا ہے ۔ شیشی پر سے لیبل اتار کر بھی اگر دوائی پلائی جائے گی تو مریض کو فائدہ ضرور ہو گا ۔ مگر پلانے والا اس شیشی کے مالک سے غدّاری کا ضرور مرتکب ہو رہا ہے کیونکہ وہ اس دوائی کو اپنی طرف منسوب کر کے گویا اپنی تعریف حاصل کرنی چاہتا ہے اب اس کارخانہ کا حق ہے کہ وہ اپنے ایجنٹ سے باز پُرس کرے اور اس کے غدار اسے ملزم ۔ اور اگر وہ باز نہ آئے تو آئندہ کے لئے اپنے کارخانہ سے اس کا تعلق منقطع کر دے ہاں آپ تو اس کے مداح ضرور ہونگے کیونکہ وہ کام آپ لوگوں کے نام سے کر رہا ہے اگر یہ کام ہمارا کام ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں نے اس کے امام کی شدید مخالفت کی اور اُسے کبھی چندہ نہ دیا بلکہ اس کے کام میں روڑا اٹکانا ثواب کا موجب سمجھا احمدیت ہی اسلام ہے ۔ احمدیت سے باہر کوئی اسلام نہیں پس جس اسلام میں احمدیت کا ذکر نہیں وہ اسلام کیسا ہے ؟

[1] پھر آپکے اخبار ہمدرد کی وسیع القلبی یہ ہے کہ الفضل سے تبادلہ نہیں کیا محض اسلئے کہ وہ روزانہ ہے اور الفضل ٹرائی ویکلی حالانکہ یہ بھی کہا گیا کہ بقیہ جو کسر رہتی ہے وہ روپیہ بذریعہ وی پی وصول کر لو مگر جواب تک نہ دیا ۔ شاید یہ بھی وسیع القلبی کی کوئی شاخ ہو